بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE DEBATE

SENATE OF PAKISTAN

Monday, December 23, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Building) Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا
مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ
جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ
مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ
عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ
مَحْظُوْرًا ﴿٢٠﴾

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

"جو شخص دنیا کی آسودگی کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے جہنم کو ٹھکانا مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ نفرین سن کر اور درگاہ خدا سے راندہ ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اسے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش

ٹھکانے لگتی ہے۔ ہم اُن کو اور اِن کو سب کو تمہارے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تمہارے پروردگار کی بخشش کسی سے رُکی ہوئی ہیں۔

QUESTIONS AND THEIR ANSWERS

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سوالات، نوابزادہ جہانگیر شاہ صاحب
سوال نمبر ۲۸۳

BOLAN TEXTILE MILLS

283. ***Nawabzada Jahangir Shah Jogezai :** Will the Minister for Production be pleased to state whether the proposal, submitted by the Local Labour Union for constituting a Board to run the Bolan Textile Mills has been examined ; if so, the action proposed to be taken in this behalf ?

Mr. Muhammad Khaquan Abbasi (Answered by Islam-ud-Din Shaikh : Yes. It is not economically feasible.

جناب چیئرمین: نوابزادہ صاحب،

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: کیا اس پر کوئی کارروائی ہوئی ہے یا کوئی تجربہ کیا ہے یا ویسے ہی کہہ دیا گیا ہے کہ ایسے نہیں ہو سکتا۔

جناب اسلام الدین شیخ (وزیر مملکت برائے پیداوار): جناب اس مسئلہ کے حل کے لئے یونین نے تجویز پیش کی تھی۔ میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ایک تو یہ بہت بڑی کیپیسٹی کی مل ہے۔ اس میں پچاس ہزار spindles ہیں – ۱۱۰۰ لومز ہیں۔ فنشنگ کا مکمل پلانٹ اس میں موجود ہے۔ اس میں heavy investment کی گئی ہے – ۶۴۵.۰۰ ملین روپے تو اس کا accumulated loss ۳۰-۱۱-۸۵ تک ہو چکا ہے۔ اس یونٹ کی disinvestment کے لئے ہم نے باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دے دئے ہیں۔ کیبنٹ کی جو

disinvestment کمیٹی ہے اس کی رپورٹ کے مطابق یہ پلانٹ اس قابل نہیں کہ یونین کے لوگوں کے بتائے ہوئے پروگرام کے مطابق چل سکے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیا وزیر محترم بتائیں گے۔ (مداخلت)

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: جناب والا! (مداخلت)

جناب چیئرمین: میرے خیال میں پہلے جوگیزئی صاحب کو پوچھ لینے دیں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے اس تجویز پر عمل کرانے کے لئے exercise کی ہے۔ جب مزدور خوشی سے کام کریں گے۔ جتنی تنخواہ آپ ان کو دے رہے ہیں اس میں سے ان کو میٹریل دے دیں۔ وہ محنت کر کے اپنے اخراجات خود نکال لیں گے تو کیا یہ قابل عمل نہیں ہو سکتا۔؟

جناب اسلام الدین شیخ: میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اس مل کو ۱۹۸۰ء میں شروع کیا تھا اور ۱۹۸۳ء میں اس کو بند کر دیا گیا۔ صرف اتنے عرصے میں ہمیں اتنے ہیوی نقصانات ہوئے۔ اس میں کچھ مینجمنٹ کا بھی قصور رہے اور کچھ پالیسیز کا بھی تعلق ہے۔ اس پر ہم نے باقاعدہ غور کیا اور اس کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ مل اس قابل نہیں ہے کہ لیبر یونین کے نمائندگان کے تحت ہم اس کو چلا سکیں۔

جناب چیئرمین: میرداد خیل صاحب،

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیا محترم وزیر صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ جو مل بنائی گئی تھی یہ پاک ایران ٹیکسٹائل ملز سمجھوتے کے تحت تھی۔ یہ دونوں ممالک کے مشترکہ معاہدہ کے مطابق بنائی گئی تھی۔ معاہدہ یہ تھا کہ اس مل کو ہم چلائیں گے تو کیا اب آپ کے ایران کے ساتھ تعلقات خراب ہو گئے ہیں کہ اس مل کو بند کر دیا گیا ہے۔

جناب اسلام الدین شیخ: جہاں تک ایران کے ساتھ تعلقات کا ذکر ہے۔ اس کا جواب تو فارن منسٹری دے گی لیکن ایران کی حکومت نے ان دونوں ملوں سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا ہے۔ ۶۴۵ ملین accumulated نقصان،

[Mr. Islam-ud-Din Shaikh]

جیسے کہ میں نے عرض کیا، ہو گیا ہے۔ لہذا ایران کی حکومت نے، کسی قسم کے شیئرز bear کرنے کی خواہش ظاہر نہیں کی بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے اسے ختم کر دیا ہے اب آپ جانیں اور آپ کا کام جانے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال،

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: میں ایک اور ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پوچھ لیجئے، مگر یہ نالہ وہیں ہی رہے گا۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: ٹھیک ہے جناب، مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ قصور تو مینجمنٹ کا تھا۔ اگر اب آپ مینجمنٹ مزدوروں کے ہاتھ میں دے دیں تو اس میں کوئی نقصان تو نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے کہ یہ feasible نہیں ہے، کیونکہ اس کے بارے میں انہوں نے ایگزامن کیا ہے۔ اگلا سوال نمبر ۲۸۴۔

ROTI PLANTS

284. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the number of Roti Plants, set up in the country, indicating also their Locations at present ;

(b) their annual Balance sheet separately for the last financial year ; and

(c) the number of employees and the annual expenditure of each plant, separately at present ?

Qazi Abdul Majid Abid (Answered by Mir Haji Tareen) : (a) Sixteen Roti Plants were set up in the country.

Their Locations are as below :

Karachi	4
Lahore	4

Faisalabad	2
Islamabad	1
Peshawar	1
Quetta	1
Hyderabad	1
Bahawalpur	1
Multan	1
Total	16

Out of these, 7 two each at Karachi and Lahore and one each at Bahawalpur, Quetta and Faisalabad were closed down during 1981-82.

(b) Balance sheet is drawn up collectively for all plants of the Corporation and the same for the year 1983-84 is enclosed at Annex-I. The balance sheet for the year 1984-85 is under preparation and will be finalised shortly.

(c) The number of employees and the annual expenditure of nine Roti Plants which are still in operation is as under :—

Location	No. of employees	Annual, Expenditure on Establishment (Rs.)
Head Office	112	37,98,312
Gulshan Karachi	124	40,01,440
Taimuria Karachi	93	29,24,411
Gulberg Lahore	121	31,77,426
Baghbanpura Lahore	98	29,91,113
Hyderabad	48	11,82,822
Multan	59	15,39,223
Faisalabad	57	17,78,925
Islamabad	86	39,36,900
Peshawar	48	24,22,570
Total ...	846	2,77,53,142

ROTI CORPORATION OF PAKISTAN LIMITED

BALANCE SHEET AS ON JUNE 30, 1985

(Un-Audited)

Funds and Liabilities	Amount	Property and Assets	Amount
SHARE CAPITAL		FIXED ASSETS	
Authorised :		Cost	92,091,828.81
5,000,000 ordinary shares of Rs. 10.00 each	50,000,000 .00	*Less* : Accumulated Depreciation	64,282,029.45
			27,809,799.36
Issued, subscribed and paid up :			
3 ordinary shares of Rs. 10.00 each	30.00	CURRENT ASSETS	
FEDERAL GOVERNMENT :	202,742,062.42	Stores and spares	5,120,893.72
GRATUITY PAYABLE :	2.129.746.74	Stocks	10,084,511.15
		Advances, Deposits, Payments and Others	23,158,395.40
CURRENT LIABILITIES		Cash & Bank Balances	4,680,531.53
For expenses	4,700,159.63		43,044,331.80
For goods	268,353.23	Profit and loss accounts	
For other Finance	1,068,982.75	Deficit :	152,957,786.74
	6,037,495.61		
Branch Balances	12,902,583.13	Total Rs.	223,811,917,90
Total Rs.	223,811,917.90		

ROTI CORPORATION OF PAKISTAN LIMITED

PROFIT AND LOSS ACCOUNT FOR THE YEAR
ENDED JUNE 30, 1985

UN-AUDITED

Particulars	Amount
Sales—Net	53403385.13
Cost of Sales	41293243.96
Gross Profit/(Loss)	12110141.17
Operative Expenses Marketing and Selling	6249516.71
General and Administratives	7541526.56
	13791043.27
Operative Profit/(Loss)	(1680902.10)
Profit/(Loss) as on sale of fixed assets	(12000.00)
Other Income	2271045.54
	2259045.54
Profit/(Loss) for the year	578143.44
Prior years adjustments	(76897.88)
Net Profit/(Loss) for the year	501245.56
Depreciation for the year	(8247131.00)
Net Profit/(Loss) for the year after Dep :	(7745885.44)
Balance Brought forward from previous year	(145211901.30)
Accumulative loss as on June 30, 1985	(152957786.74)

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر مملکت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ فیصل آباد اور کوئٹہ میں ایک ایک روٹی پلانٹ ۸۲ - ۱۹۸۱ء میں بند کر دیا تھا تو کیا اب ان کو دوبارہ چلانے کا منصوبہ ہے ؟

میر حاجی ترین (وزیر مملکت برائے خوراک و زراعت و امداد باہمی) : موجودہ منتخب حکومت کے سامنے جتنے بھی روٹی پلانٹ بند کئے گئے تھے ان کو دوبارہ چلانے کے بارے میں بغور جائزہ لیا جا رہا ہے - مجھے امید ہے کہ جہاں تک کوئٹہ کے پلانٹ کا تعلق ہے یہ انشاءاللہ سردیوں کے سیزن کے بعد دوبارہ کام کرنا شروع کر دے گا -

جناب چیئرمین : انہوں نے فیصل آباد کے متعلق بھی پوچھا ہے -

میر حاجی ترین : میں عرض کرتا ہوں کہ جتنے بھی پلانٹ بند ہیں ان سب کے بارے میں فوڈ منسٹری میں غور کیا جا رہا ہے - step by step ان کو دوبارہ چلانے کے بارے میں اقدامات کئے جا رہے ہیں - جہاں پر ہمیں possibility زیادہ نظر آتی ہے اس کو ہم priority دیں گے -

جناب چیئرمین : میرداد خیل صاحب -

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم بیان فرمائیں گے کہ آپ نے یہاں تو کہا ہے کہ فیصل آباد اور کوئٹہ کے پلانٹ سردیوں کے بعد چلائیں گے تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ آپ ان کو ضرور سردیوں کے بعد چلائیں گے -

جناب چیئرمین : میرے خیال میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اس تجویز کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور جہاں پر possible ہوگا اس کو دوبارہ چلایا جائے گا - اس لئے ہم اس وقت تک انتظار کرتے ہیں کہ وہ اپنا ایگزامینیشن complete کر لیں - جناب حسن اے شیخ صاحب -

Mr. Hasan A. Shaikh : Will the honourable Minister appreciate that the accumulated loss as on 30th June, 1985 is 13,29,57,786 as against five crores of share capital. How would that be made good ?

جناب چیئرمین : جناب وزیر صاحب ۔

میر حاجی ترین : جناب جیسے کہ معزز رکن کے علم میں ہے کہ موجودہ حکومت کو یہ پلانٹ جو ورثے میں ملے ہوئے ہیں۔ ہماری فوڈ منسٹری کی یہ کوشش ہے جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم ان پلانٹوں کا جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ کن کن پلانٹس کو دوبارہ چلانے کی possibility نظر آتی ہے ۔ ابھی میں نے فیصل آباد کے پلانٹ پر کوئٹہ کے پلانٹ کو پہلے چلانے کے بارے میں ترجیح دی تھی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح پشاور کے قریب افغان مہاجرین کو چکی ہوئی ولی مہیا کی جاتی ہے اسی طرح کوئٹہ کے قریب جو افغان مہاجرین ہیں ان کو چکی ہوئی دلی ہم پہنچانا چاہتے ہیں ۔ یہ بجٹ ۱۹۸۵ء کا ہے ۔ ہم نے فگرز دیئے ہیں یہ پچھلی حکومت کے ہیں ۔ نئی حکومت اس پر غور کر رہی ہے جو مناسب ہوگا ، وہ فیصلہ کیا جائے گا ۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ حقیقت ہے کہ حکومت کو یہ پلانٹ ورثے میں ملے ہیں لیکن یہ ورثہ ملے ہوئے بھی سالہا سال ہو چکے ہیں ۔ یہ نقصان ایک سال کا نہیں ہے trend واضح ہے کہ یہ دس سال سے کس رخ پر جا رہے ہیں ۔ آخر کتنی مدت اس فیصلے کے لئے مزید لگے گی کہ کون سے ایسے پلانٹ ہیں جو بند کر دینے مفید ہیں بجائے اس کے کہ آپ ان کو نقصان پر چلائیں ۔ اس طرح سے آپ کیا خدمت انجام دے رہے ہیں؟

میر حاجی ترین : میں معزز رکن کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ اس بارے میں بالکل باخبر ہے ۔ فوڈ منسٹری کی اسی بارے میں میٹنگز بھی ہو رہی ہیں ۔ امید ہے کہ ہم انشاء اللہ جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۲۰۵ ، میر ولی خیل صاحب ۔

MEDICAL GRADUATES PASSED DURING THE LAST 3 YEARS

285. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state :

(a) the number of Medical graduates, province-wise, and year-wise who graduated during the last 3 years ;

(b) the number of new posts of doctors created in the Federal and semi-Government institutions in each province, during the said period ; and

(c) the number of unemployed qualified doctors during the last three years ?

Malik Nur Hayat Khan Noon (Answered by Islam-ud-Din Shaikh): (a) Number of Medical Graduates Province-wise for the past 3 years are as under :—

	1982	1983	1984
Sind	1357	2224	1620
Punjab	1237	1170	1889
N.W.F.P.	258	371	513
Baluchistan	175	117	75
Total ..	3027	3882	4097

(b) During the last three years the following posts were created in Federal Hospitals :—

J.P.M.C., Karachi	Doctors	21
C.G.P.C., Islamabad	Doctors	14
Police Line Dispensary, Islamabad	Doctor	1
A.G.P.R., Islamabad Dispensary	Doctor	1
Civil Surgeon Dispensary at Quetta	Doctors	2

Information about the semi Government.

Institutions which are not under the Ministry of Health is not available.

There is an autonomous organisation under Ministry of Health called "National Institute of Cardiovascular Diseases" at Karachi where no post has been created during the last three years.

(c) Not known.

جناب چیئرمین : جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب۔ سپلیمنٹری سوال۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : اس میں بلوچستان کے متعلق ۱۷۵ لکھا ہے کیا اس میں اضافے کا کوئی ارادہ ہے۔

جناب چیئرمین : یہ جو انگریزی میں فگرز دی ہوئی ہیں اس میں ۱۹۸۲ میں ۱۷۵ ہے ۱۹۸۳ میں ۱۱۷ ہے اور ۱۹۸۴ میں ۷۵ ہے تو ہر سال کچھ کمی ہو رہی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب وہ بڑھنے کی بجائے کم کیوں ہو رہے ہیں۔

جناب اسلام الدین شیخ : جناب یہ تو ڈاکٹروں کی محنت کے اوپر ہے۔ جتنی وہ محنت کریں گے پاس ہوں گے۔ یہ تو پاس ہونے والوں کی فگرز ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : ڈاکٹروں کو نوکری میں اضافہ دلانے کے لئے کیا طریقہ کار ہے۔

جناب اسلام الدین شیخ : جناب یہ تو نوکری کا سوال ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : یہ تو پاس ہونے والے graduates کا سوال ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : اسی کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : لیکن یہی انہوں نے بتایا کہ سب دارومدار ان کی محنت کے اوپر ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں نے کہا کہ یہ تو کم ہے لیکن وہ اپنا طریقہ کار چیک کریں کہ کیا طریقہ کار ہے؟

Mr. Chairman : I think, the question is how can you improve the efficiency of teaching in these institutions in order to enable more graduates to pass ?

جناب اسلام الدین شیخ : جناب بولان میڈیکل کالج (بلوچستان) کی تو یہی بات ہے ۔ اس میں اوپن میرٹ پر ۱۱ لڑکے ہر سال داخلہ لیتے ہیں ۔

Girls Students of Quetta	1
Girls Students of FATA	17
Reserve seats for students	17
Children of Armed Forces	3
Doctors children	3
Northern Area	1

تو جناب یہ ٹوٹل نمبر ہے اس کے بعد پھر جتنے لڑکے اس میں پاس ہوں گے وہ الگ تعداد ہو گی یہ تو جناب بلوچستان حکومت کی پالیسی ہے کہ کتنے لڑکوں کو میڈیکل کالج میں داخلہ ملے گا لیکن اس کے بعد کتنے پاس ہو کر نکلتے ہیں یہ تو ان کے اپنے اوپر ہے جتنی وہ محنت کریں ۔

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, is the honourable Minister aware that the policy declared by the Sind Government that the seats in the Medical Colleges are being progressively reduced because there are no house-jobs to accommodate those who pass their exams ?

جناب اسلام الدین شیخ : یہ جناب صوبائی معاملہ ہے یہ ان کی پالیسی ہے اس کا کم از کم مجھے علم نہیں ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب اگر یہ پوری تیاری کے ساتھ نہیں آئے تو جواب کیوں دے رہے ہیں ؟

جناب چیئرمین : آپ سوال پوچھیے تو تبھی فیصلہ ہو گا کہ وہ تیار ہو کر آئے ہیں یا نہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں صرف اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان اعداد و شمار میں دراصل اتنا فرق ہے کہ کسی بھی حکومت

کو اسی کے اوپر متنبہ ہونا چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے
اس لئے کہ ۱۹۸۲ کے مقابلے میں ۱۹۸۴ میں اگر پاس ہونے والوں
کی تعداد صرف ۴۰ فیصدی رہ جاتی ہے تو پھر یہ ہمارے نظام کے اوپر

a sad commentry on that, and it is the responsibility of the Government to investigate. Why is this so happening ?

Mr. Chairman : I think, if you look at the figures they tell a different story. The total number in all the four provinces has gone up from 3,027 to 3,882 in 1983 and finally to 4,097. In regard to provinces, there are ups and downs. In Sind, the number has come down, as compared to 1983 from 2,224 to 1,620 although it still represents an increase as compared to 1982. It has gone up from 1,357 to 1,620.

In the case of Punjab, except for small fall in 1983, there has been a substantial increase from 1,237 to 1,889.

In Frontier, there is again an increase from 258 to 371, 513.

In the case of Baluchistan, there has been a progressive deterioration.

The Minister said that this is a provincial matter and it is upto the efforts which the students themselves make in passing or sitting for examination, etc.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! اصولی طور پر ان کی یہ بات بڑی
معقول ہے کہ طلبا پر انحصار ہے لیکن میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ صرف
طلبا ہی ایک پارٹی نہیں ہیں یہ حکومت ان تعلیمی اداروں پر جو کروڑوں
روپیہ خرچ کر رہی ہے اسے بھی اس پر concern ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : اس بناء پر آپ یہ دیکھئے کہ سرحد اور پنجاب
کو چھوڑتے ہوئے یعنی سندھ میں erratic movement ہے لیکن بلوچستان
میں تو وحشت ناک حد تک صورتحال خراب ہے اگر پہلے ۱۷۵ پاس ہو رہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

تھے تو اگلے سال ۱۱۷ ہیں اور پاس سے اگلے سال ۷۵ اس کا معنی یہ ہے کہ ہمیں متوجہ ہونا چاہیئے کہ یہ ادارے کس طرح کام کر رہے ہیں investigation کی گئی کوئی رولنگ دی گئی معیار کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی اسباب معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ نہیں کی گئی یہ ہے ہمارا سوال ۔

جناب اسلام الدین شیخ : جناب اس کے لئے بالکل ہم صوبے کی گورنمنٹ سے پوچھتے ہیں اور اس کالج سے معلوم کریں گے کہ پاس ہونے والوں کی پرسنٹیج کم کیوں ہوئی ہے ۔ اس لئے کہ اس میں ہر سال کل ۱۴۶ اتنے داخلوں کی گنجائش ہے اب اس کے بعد جتنے اس میں پاس ہو کر نکلے ہیں تو اس لئے ہم ان سے معلوم کرواتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : جو پروفیسر خورشید صاحب کا پوائنٹ تھا وہ صحیح ہے ۔ بہت سارے یہ ادارے فیڈرل گرانٹ سے ہی چلتے ہیں اور فیڈریشن کو یہ چاہیئے کہ instead of improvement جو deterioration ہو رہی ہے اس کا خود ہی جائزہ لے ۔

جناب اسلام الدین شیخ : جی بالکل باضابطہ طور پر اس کا جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں یہ کمی کیوں واقع ہوئی ہے ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۲۸۶

OLD AND NEW RAILWAY ENGINES AND BOGIES

286. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel :** Will the Minister for Railways be pleased to state :

(a) the present number of Railway engines and bogies, old and new, separately ;

(b) the number of years that they have been in operation ; and

(c) the number of engines and bogies not presently in working condition ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : (a) The present number of Railway engines and bogies both old and new is as under:

LOCOMOTIVES (ENGINES)

	Diesel electric	Electric Locomotives	Steam Engines			
		B.G.	*B.G.*	*M.G.*	*N.G.*	*Total*
Overage......................	170	—	274	21	35	330
Underage	320	29	64	10	—	74
Total	490	29	338	31	35	404

PASSENGER CARRIAGES (BOGIES)

	B.G.	*M.G.*	*N.G.*
Overage...	16	37	103
Underage..	2434	50	4
Total	2450	87	107

(b) These can be grouped according to the number of years in operation as under :—

	0–10 Years	11–20 Years	21–30 Years	31–35 Years	Above 35 Years	Total
Diesel Locos	168	152	165	5	—	490
Electric locos..............	—	29	—	—	—	29
Steam locos :						
B.G.........................	—	—	—	—	338	338
M.G.	—	—	—	10	21	31
N.G.	—	—	—	—	35	35

	0–10 Years	11–20 Years	21–30 Years	31–35 Years	Above 35 Years	Total	
Bogies :							
B.G.............	1185	553	634	62	16	2450	
M.G.	—	—	50	—	37	87	2644
N.G.	—	—	—	—	107	107	

[Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti]

(c) The position of Locomotives (Engines) and Passenger coaches (bogies) not in working order varies from day to day. The daily average is :—

		Total Nos.	Number remaining out of order at an average
Diesel Electric Locomotives		490	70—80 daily.
Electric Locomotives		29	4—5 daily.
Steam Engines	B.G.	338	80—85 daily.
	M.G.	31	12—15 daily.
	N.G.	35	15—20 daily.
Passenger carriages (bogies).	B.G.	2450	380—390 daily.
	M.G.	87	18—20 daily.
	N.G.	107	18—20 daily.

Note :—B.G. (Broad Guage).
M.G. (Metre-Guage).
N.G. (Narrow-Guage).

جناب چیئرمین: سپلیمنٹری میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: یہ لمبا سوال ہے اس کے مطالعہ کے لئے وقت چاہئے۔ میں نے تیاری نہیں کی۔

جناب چیئرمین: آپ سوال اتنا لمبا پوچھتے ہیں کہ دو صفحے پر اس کا جواب ہے تو پھر اس کے لئے تو وقت چاہئے ہوگا۔ اگلا سوال نمبر ۱۰۸۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب یہ ذرا دوبارہ ریلوے کو یاد دہانی کرانی ہے ..... (مداخلت)

جناب چیئرمین: اب یہ سوال گزر چکا ہے۔ اب ریل گاڑی گزر چکی ہے۔ وہ جس وقت سٹیشن پر کھڑی تھی اس وقت آپ نے پوچھا نہیں اب تو وہ گزر گئی ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ہم نے اس کو سرخ جھنڈی دکھائی ہے۔ وہ خلاف قانون کیسے جا سکتی ہے جب تک ہم سبز جھنڈی نہ دکھائیں۔

جناب چیئرمین : آپ نے فرمایا کہ اس کے مطالعہ کے لئے وقت چاہیئے اور آپ سردست اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ آپ سپلیمنٹری سوال کریں تو اس کو ہاؤس نے سبز جھنڈی دکھا دی اور وہ چل پڑی۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : نہیں جناب کم از کم یہ تو بتائیں کہ گزشتہ دس سال میں کوئی ریلوے انجن گم ہوا ہے۔

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب جتنا کچھ مجھے علم ہے میں اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ کوئی گم نہیں ہوا۔

قاضی حسین احمد : آپ کو کتنا علم ہے؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب میرا علم تو خالی تین سال کا ہے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۱۸۵۔

TOTAL AGRICULTURAL LAND AND LAND UNDER CULTIVATION

185. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the total area of agricultural land in Pakistan ; and

(b) the total area of land under cultivation indicating also its province-wise break-up ?

Qazi Abdul Majid Abid (Answered by Mir Haji Tareen) :

	(million hectares)
(a) Total agricultural land area in Pakistan........	31.29
(b) Total cultivated area :	
Pakistan	20.34
Punjab..	11.64
Sind..	5.45
N.W.F.P..	1.80
Baluchistan	1.45

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب کیا بلوچستان اور صوبہ سرحد میں زیر کاشت رقبے میں اضافہ کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

میر حاجی ترین : جی ہاں ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں پر afforestation ہو وہاں پر شجر کاری ہو اور کچھ علاقوں میں ہم چاہتے ہیں کہ ڈیری فارمنگ اور شیپ فارمنگ وغیرہ ہو۔

جناب چیئرمین : یہ اعداد و شمار چونکہ مزروعہ زمین کے لئے ہیں کہ اس مزروعہ زمین میں کوئی اضافے کی تجویز زیر غور رہے یا نہیں ہے۔ یہ ان کا سوال ہے۔

میر حاجی ترین : جناب میں جنرل پالیسی کی بات کر رہا ہوں اور زمین کے بارے میں بھی یہی بات آئے گی۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ afforestation میں ہم لوگ جو شجر کاری کر رہے ہیں فارسٹ کی طرف سے وہ بھی کوششیں جاری ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ زمینیں پرائیویٹ سیکٹر میں دی جائیں تاکہ وہ خود اُسے زیر کاشت لے آئیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب عالی کیا وزیر محترم یہ فرمائیں گے کہ حکومت کے زیر کاشت کتنا رقبہ ہے؟

میر حاجی ترین : وہاں ایگریکلچر ریسرچ کونسل کوکونٹ پر ریسرچ کر رہی ہے اور وہاں فارمنگ ہو رہی ہیں اور کچھ زیتون کے درخت لگانے کی کوشش ہم کر رہے ہیں۔ کوئٹہ میں جہاں پر زیتون لگ سکتا ہو، وہاں ہم لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : سوال یہ تھا کہ کیا مزروعہ زمین حکومت کے زیر اثر بھی ہے یا نہیں، ان کے کنٹرول میں بھی ہے یا نہیں؟

میر حاجی ترین : سر! میں گورنمنٹ کی طرف سے بات کر رہا ہوں۔ پبلک سیکٹر کی طرف سے تو بات نہیں کر رہا۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : پبلک کی بھی بات کی ہے آپ نے سب کو انجمن بنا دیا ہے آپ نے حکومت اور پرائیویٹ سیکٹروں کو بھی مکس کر دیا۔

میر حاجی ترین : میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ پاکستان ایگریکلچر ریسرچ کونسل وہاں کی زرعی زمین کی جو Economical Zone ہے اس کے مطابق ریسرچ کر رہی ہے۔ وہاں نہ زیتون اور نہ کوکونٹ کے درختوں کے لئے..... (مداخلت)

جناب چیئرمین : اس کے علاوہ حکومت کے زیر کاشت کوئی زمین نہیں ہے؟

میر حاجی ترین : نہیں ہے۔

جناب شاد محمد خان : جناب والا! ۳۱،۲۹ ملین ہیکٹرز کل زرعی زمین ہے لیکن بریک اپ میں جناب والا! جو دیا ہے وہ چالیس سے زیادہ ہو جاتا ہے۔

Mr. Chairman : Double cropping.

Dr. Mahbub ul Haq: I think Sir, the honourable member is being unfair because the total cultivated area, what is mentioned is 20.34 million hectare and then its break up is given. 11 in Punjab, Sind 5.4, 4.5 in NWFP. We can not add up all the Provinces in Pakistan and then get it. The total area is 31, cultivated area is 20 and I think the answer is quite clear Sir.

قاضی حسین احمد : ۳۱،۲۹ کل زرعی زمین ہے تو کل قابل کاشت ایریا اور ٹوٹل ایگریکلچرل ایریا میں فرق کیا ہے؟ یہ منسٹر صاحب بتا دیں۔

Mr. Chairman : I think the point raised by Shad Muhammad Khan is correct, the total cultivated, the total Agriculture land area in Pakistan is 31.29 million hectares, the total cultivated area which ordinarily should be less than the total agriculture land area that amounts to almost 40 million hectares.

Dr. Mahbubul Haq : Not Sir, it does not because the top figure of Pakistan is 20.34 million hectares.

Mr. Chairman : I don't know what set of figures you are quoting.

Dr. Mahbub ul Haq: This is in English Sir, total cultivated area is 20.34 million hectares in the whole of Pakistan and this is, what is cultivated out of the total agriculture land, the rest is uncultivated.

Nawabzada Jahangir Shah Jogezai : It means the agricultural land and cultivated land is different.

Mr. Chairman : The Minister is right to this extent that the break up, appearing after Pakistan is the break up of the individual Provinces. But still I think the question was that there is a difference between the total agriculture land and the total cultivated area. How is the rest utilized, I think that would be the question.

Dr. Mahbub ul Haq: Sir, the rest of the land is not cultivated and out of 31.29 about 11 million hectares is not cultivated, of the 20 million cultivated area then the details are given in Provinces and they add up to 20 million hectares.

قاضی حسین احمد : یہ جو باقی ایگریکلچرل لینڈ ہے اس کو زیر کاشت لانے کے لئے حکومت کے پاس کیا سکیم ہے؟

جناب چیئرمین : وہی سوال انہوں نے پوچھا تھا، جس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے؟

میر حاجی ترین : سر! یہی میں نے کہا تھا کہ ہم اس لینڈ کی ریسرچ کر رہے ہیں۔ پاکستان ایگریکلچر ریسرچ کونسل اس زون کی آب و ہوا کے مطابق معلوم کرے گی کہ کیا کچھ یہاں پر لگایا جائے اور وہی کچھ ہم لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Dr. Mahbub ul Haq.

Dr. Mahbub ul Haq: Sir, a good deal of the uncultivated area is in Baluchistan. Out of the 15 million hectares in Baluchistan, there is only 12 million actually not cultivated and 3.5 million is cultivated. The Government is undertaking a good deal of irrigation works in order to ensure that some of the uncultivated area is also brought under cultivation. Similarily, as we will have more dams, we hope, that we will have enough storage of water and with that we can take it to some of

the *barani* area and some of also the areas which are not under cultivation at the moment.

Mr. Chairman: Thank you. Next question No. 204.

THE IMPORT OF RAIL TRACK

204.***Syed Abbas Shah:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Railways Department have imported rail track worth millions of rupees;

(b) if answer to (a) above be in the affirmative, the total cost of the rail track lying un-utilized ;

(c) whether it is proposed to utilise this track line for the conversion of Marri Indus-Bannu Line to Broad Gauge in respect of which the civil works have already been completed ; and

(d) the estimated total cost of conversion of Bannu-Marri Indus Railways Line to Broad Gauge indicating also the expenditure already incurred on this Project ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: (a) In the 6th Five Year Plan, Rails weighting 20624 Tonnes and costing Rs. 123.72 millions have been imported. These are under use and after the end of the present financial year, only 8389 tonnes rails will be left over for use in 1986-87.

(b) The total cost of 8389 tonnes rails which will be left for 1986-87 renewals is approximate Rs. 52.6 millions. These cannot be termed as lying un-utilized. Import of rails is governed by factors namely availability of foreign financing, supply and their transportation. It takes over two years for the complete process of rail import.

(c) No, the imported rails are of 100 lbs. specifications and are meant only for use on Karachi—Lalamusa main line section. Project report of Marri-Indus-Bannu Broad Gauge conversion scheme provides for use of 90 lbs. released rails from the main line section. Civil Works on the conversion project have only been partially completed.

(d) Estimated cost based on estimates prepared in the year 1977 was Rs. 158.061 millions with an upto-date expenditure of Rs. 37.086 millions.

سید عباس شاہ : ضمنی سوال ، کیا جناب وزیر موصوف صاحب فرمائیں گے کہ ماڑی انڈس بنوں لائن جو ہے اسی کو کسی phase-wise طریقے سے مکمل نہیں کیا جا سکتا ۔ اس زمانے میں ہم Narrow Gauge پر ہی رہیں تو بڑی افسوس ناک بات ہے ۔ کیونکہ سول ورک تقریباً ہو چکا ہے ۔ کیا اس کو کسی phase-wise طریقے سے مکمل کریں گے ؟

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : Sir. I am grateful to the honourable member for having asked this most valuable question and I assure him that as far as the completion of Railway track is concerned. it has only been dropped because of paucity of funds. As soon as funds become available we will be too keen to have this completed. That is for us to tackle the problem. We have three types of gauges : Broad Gauge, Meter Gauge and the Narrow Gauge. We will be to glad to do it provided funds are available.

Mr. Chairman : Any other supplementary ?

Mr. Hasan A. Shaikh: The honourable Minister should ask to the Finance Minister who is next door neighbour of his for more funds.

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: In order to comply with the orders of Shaikh Sahib who is a very dear friend of mine, for whom I have tremendous veneration, I do appeal to the Minister for finance if he kindly allocates us funds for this purpose.

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۲۰۵ ۔

ISLAMABAD CARRIAGE FACTORY

205. ***Syed Abbas Shah :** Will the Minister for Railways be pleased to state :

(a) the number of bogies manufactured in the Islamabad Carriage Factory annually and the annual production capacity of this factory ;

(b) the manufacturing cost per bogies produced by the said factory and its comparison with the imported ones ;

(c) whether it is correct that a welding plant, at a total cost of Rs. 300 million, was imported and is lying unpacked and un-utilized in the Railway workship; and

(d) if the answer to (c) above be in the affirmative, the action taken against the person responsible for such a huge loss to the nation ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : (a) (i) Number of passenger carriages manufactured annually since 1980-81 are as follows :—

1980-81	117
1981-82	136
1982-83	134
1983-84	131
1984-85	120

(ii) Carriage Factory, Islamabad has the capacity to produce 150 carriages per year if full funds are provided every year.

(b) Average cost of manufacture of one second class coach during year 1984-85 comes to Rs. 2 million. Pakistan Railways has not imported any passenger coach since the start of production at Carriage Factory, Islamabad in the year 1971-72. However, the comparative prices which are available are quoted below :—

country	Cost of 2nd class coaches			(U.S. Dollars)
	1976	1977	1978	1981 (M.G.)
Pakistan	73,000	1,06,421	1,08,900	1,05,703
India	89,390	1,13,810	1,64,500	—
Korea	1,18,132	1,25,993	1,28,212	1,15,341
Japan	2,60,543	2,31,101	—	—

[Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti]

It is clear that production costs of Carriage Factory, Islamabad are much lower than the international market prices.

(c) Yes, it is correct that Railway Department imported a Flash Butt Welding Plant with a total cost of approximately Rs. 41.70 millions including purchase price, freight charges and custom duty etc. and not for Rs. 300.00 millions. It was transported to Sukkur, ~~was~~ unpacked and is under installation.

(d) The Plant was imported for Railways' use against the approved PC-I of the project by ECNEC.

پروفیسر خورشید احمد: ضمنی سوال، جناب چیئرمین! جواب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری سالانہ پیداواری گنجائش ۱۵۰ ایوریج ہے جبکہ پچھلے چھ سالوں میں ہم نے ۱۱۷ اور زیادہ سے زیادہ ۱۳۶ تیار کی ہیں۔ اور comparative price بھی بتاتی ہے کہ پاکستان میں جو فی بوگی لاگت ہے وہ خاصی کم ہے اگر اس کی ملک میں کھپت نہیں تھی تو کیا ہم نے اس میدان میں ایکسپورٹ مارکیٹ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے؟

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : Sir, the answer is that we have tried and we have exported carriages to Bangladesh from here for the last 3 to 4 years.

Mr. Chairman : ~~Mr.~~ Syed Abbas Shah.

Syed Abbas Shah : I am asking about the (c) part of it, when was the Flash Butt Welding Plant was imported ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : PC-I of this plant was made in 1977. It was imported in 1982 and was sent to Sukkur for installation. It is Sir, now in the process of being installed but it is not working yet. The difficulty Sir, is that this is a fixed Flash Butt Welding plant which means that the rails as they are in various lengths can be welded together but Sir, today's process is that there need not be small pieces but these can be one mixed stretch. Now for that Sir, lot of carriages are required to carry this rail straight to Sukkur. So, that has

been the difficulty of this welding plant and it will be in production shortly.

Syed Abbas Shah : Sir, you mean to say that it was imported in 1982 and it has been fixed in 1986.

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : It has not been fixed yet. I am sorry.

Prof. Khurshid Ahmed : By the end of 85.

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : Yes Sir, it is quite true.

Prof. Khurshid Ahmed : What was the expected time for installation ?

Mr. Chairman : In other words what accounts for the delay ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : Sir, the delay has been due to the non-availability of equipments Flash Butt Welding Plant was procured by Pakistan Railway, this appeared in PC-1 and it was recommended by Mr. Sofrey Consultants. The Plant was received at Sukkur in 1982. Its cost was approximately so much, Sir, let me here clarify the cost. It is a gift from the United Kingdom Government. So, it was not bought by the Railways. If it had been bought, it would had then cost about 28 millions. The survey was carried to select a suitable site for installation of the Plant. After giving due consideration to various aspects, availability of Railway land etc., the electric power connections in the construction of buildings, it was decided in January. 84 to install the Plant at Sukkur. After the receipt of the working drawing from the supplier, the work on modifications of existing structure and laying a track was taken in hand in June' 84. The work has been completed and the Plant is now going into operation.

Syed Abbas Shah : Quite a lengthy delay has been made on this costly plant and if you say it is a gift but still it is the property of Pakistan Government and it is very expensive plant. So what action has been proposed or do you propose some action against those persons who are responsible for it and there are many other things, that we can point out, lying packed imported by the Railway Department. So

[Syed Abbas Shah]

this is one example, I was showing but there are many other things—I have a long list—which I can put up.

Mr. Chairman : Nawabzada Abdul Ghafoor Hoti.

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : Sir, the honourable member is quite right that there appears to be a delay. In fact I investigated the case and the then Chairman is no longer in service and the then Chief Engineer is also no longer in service and Sir, on the other hand, due to paucity of funds this construction of buildings could not take place. It has now been completed and the actual fact is this that there is no loss. It is an aid, it was not bought, it was gifted to us and we should accept a gift because it has come to us in order to lengthen these rails which we will do but Sir, the work has not suffered on this account at all.

Mr. Chairman : Next question No. 206, Malik Faridullah Khan.

CONSERVATION OF FORESTS

206. ***Malik Faridullah Khan :** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) whether it is a fact that Government has initiated a comprehensive programme for the conservation of forests in the country and a huge amount is being spent on this programme ; and

(b) if answer to (a) above be in the affirmative, the measures taken for the protection of forests in FATA and the nature of such action.

Qazi Abdul Majid Abid (Answered by Mir Haji Tareen) : (a) Yes, we have a modest programme.

(b) There are no Government forests in FATA. There are, however, some tribal forests, the protection of which is the joint responsibility of the tribes themselves. The Forest Department does not have any infrastructure engaged in forest conservation for FATA.

ملک فرید اللہ خان : کیا وزیر موصوف صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ فاٹا میں جنگلات کی شجر کاری کے لئے حکومت نے کوئی رقم رکھی ہے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین : جناب وزیر صاحب ۔

میر حاجی ترین : جناب پنجسالہ منصوبے میں ہم نے ۶۲۹ ملین ڈویلپمنٹ اور کنزرویشن آف فارسٹ کے لئے رکھی ہے ۔ جس میں صوبہ وار یہ ہیں پنجاب ۳۰۴ ملین ۔ سندھ ۹۷ ------- (مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ اپنے فاٹا کا پوچھ رہے ہیں ۔

Mir Haji Tareen : New plantation and afforestation work in FATA has however, been done by the Government for which staff is being engaged for its maintenance and production over the period of the scheme recently approved by the Federal Forestry Project. Funds will be available for the tree plantation on private lands including FATA.

جناب چیئرمین : جی ملک فرید اللہ خان صاحب ۔

ملک فرید اللہ خان : جناب وزیر صاحب سے میں یہ پوچھوں گا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ تحفظ کے لئے ان کے پاس کوئی بندوبست نہیں ہے جبکہ ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ فاٹا کے جنگلات حکومت نے خود ختم کئے ہیں اور نارتھ وزیرستان سے تقریباً ۲۰ ٹرک روزانہ لکڑی آتی ہے ساؤتھ وزیرستان سے ۱۵ ٹرک اور کرم ایجنسی سے ۲۵ ٹرک اسی کے لئے ٹمبر پرمٹ ایشو ہوتے ہیں اور اس کا یہی مطلب ہے کہ جب یہ تحفظ ہی نہیں کر سکتے تو یہ پرمٹ حکومت کیوں جاری کرتی ہے بڑی بیدردی سے یہ جنگلات ختم کئے گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین : جناب وزیر صاحب ۔

میر حاجی ترین : فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے کوئی پرمٹ جاری نہیں ہوا ہے اگر حکومت نے جاری کئے ہیں تو اس کے بارے میں ہم .... (مداخلت)

صواج

ملک فرید اللہ خان : جناب والا ! یہ جو پولیٹیکل ایجنٹ ہیں یہ تو فاٹا کے تحت ہیں کیونکہ یہ ایک Federally Administered Area ہے اس کے لئے جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کی مرکزی حکومت ذمہ دار ہوتی ہے۔

میر حاجی نزرین : اس کے لئے جناب فریش نوٹس چاہیئے۔

جناب چیئرمین : Fresh Notice جناب شاہ محمد خان صاحب۔

جناب شاہ محمد خان : کیا یہ درست ہے کہ فاٹا کے علاقے میں افغان مہاجرین کی زیادہ تعداد رہ رہی ہے کیا United Nations سے ریفیوجیز کے لئے جو فنڈز آرہے ہیں اس میں سے حکومت اس علاقے کے لئے کچھ رقم مختص کرنے کے تیار ہے ؟

میر حاجی نزرین : ہم نے چھٹے پنجسالہ منصوبے میں forests کے لئے فیڈرل فنڈز میں فاٹا کو include کیا ہے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۲۰۷۔

ملک فرید اللہ خان : ۲۰۷، سر۔

AMBASSADORS FROM FATA

207. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that no Ambassador from FATA has been appointed in Pakistan Embassies abroad so far ; and

(b) whether it is also a fact that some Ambassadors are appointed, on contract basis due to their qualifications, if so, whether no one is available from FATA who fulfils the requisite qualifications for appointment to the post of an Ambassador ?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Zain Noorani) : (a) No.

(b) Yes, Ambassadors are appointed on contract basis against the present 40% quota earmarked for non-career Ambassadors who

are taken from public life and other fields depending on their personal calibre, experience and ability to represent Pakistan.

In appointing non-career Ambassadors, while due consideration is given to provincial and regional representation, the selection of individuals is the prerogative of the Prime Minister.

ملک فرید اللہ خان : سپلیمنٹری سر- سر فاٹا کا بھی کوئی نہیں ہے تو وزیر صاحب نے کہا کہ جی ہاں۔ جہاں تک ہمارا علم ہے فاٹا سے ابھی کوئی سفیر نہیں ہے کیا اس بارے میں وہ کچھ بتائیں گے؟

Mr. Zain Noorani (Minister for State for Foreign Affairs) : Sir, I have said, 'no' not 'yes'.

Mr. Chairman : Please note the question that whether it is also a fact that no Ambassador from FATA has been appointed in Pakistan Embassies abroad so far, in this context to mean that you are saying yes.

Mr. Zain Noorani : Right, Sir, it is a fact that no Ambassador from FATA has been appointed in Pakistan Embassies abroad so far.

ملک فرید اللہ خان : دوسرا سوال جی۔ اس کی کیا وجوہات ہیں جبکہ فاٹا میں بھی ایسے بہت سے قابل لوگ ہیں مثلاً ریٹائرڈ جنرل، بریگیڈیئرز DHP ہیں سول سروس کے ریٹائرڈ لوگ ہیں تو اہلیت کا معیار کیا ہے؟

جناب چیئرمین : جناب نورانی صاحب۔

Mr. Zain Noorani : Sir for appointment as non-career diplomate, there is no yardstick which has measured the service, public service of a person, the educational ability of a person, his personality. all these things are taken into consideration and then the appointment is made not by the Foreign Office, the selection is made not by the Foreign Office, as I said in the answer, it is the prerog: ative of the Prime Minister.

Mr. Chairman : But I am afraid that this is not very relevant, if it is the prerogative of the Prime Minister, it means it is prerogative of

[Mr. Chairman]
the Government as such, and it means the Foreign Office as well as the Prime Minister and everybody else.

Mr. Zain Noorani : Sir, as for as the present Prime Minister is concerned, he has made no appointments of career Diplomates and Ambassadors so far, and after the next few days consideration will be given and I assure you and as well as the honourable member that due care would be taken to see that some suitable representatives of FATA will be accommodated as Ambassador.

Mr. Chairman : Well, this is the answer. Malik Faridullah Khan.

Malik Faridullah Khan : Sir, I am thankful to the honourable Minister for his reply.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq : What is the prerogative of the Parliament in a democratic Government, in a constitutional Government, would he explain it ?

Zain Noorani
Mr. ~~Chairman :~~ Well, this is what I try to explain that nobody has any prerogatives, Prime Minister and the Foreign Office, they all constitute just as the Government, a democratic elected Government.

Mr. Chairman : Next question No. 208.

قاضی عبداللطیف : سوال نمبر ۲۰۸ جناب -

LENGTH OF NEW RAILWAY LINES AND ITS EXPENDITURE

208. ***Qazi Abdul Latif :** Will the Minister for Railways be pleased to state the number and mileage of new Railway Lines laid in Sind, Baluchistan, Punjab and N.W.F.P. and the expenditure incurred on them, province-wise, from 14th August, 1947 to 30th October, 1985 ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : Pakistan Railways are not operated on provincial basis but are organized into Railway Operating Divisions. However, the Division-wise position is as under :

1. *Karachi Division.*—38.92 Kilometres of new Railway lines have been laid at a cost of Rs. 60.50 million. In addition 184.89 Kilometres have been converted from Narrow Gauge/Meter Gauge to Broad Gauge at a cost of Rs. 42.18 million.

2. *Sukkur Division.*—No new Railway line has been laid.

3. *Multan Division.*—304.03 Kilometres of new Railway line have been laid at a cost of Rs. 144.09 million.

4. *Railway Division.*—5.91 Kilometres of new Railway line have been laid at a cost of Rs. 27.90 million.

5. *Peshawar Division.*—28.50 Kilometres of a new Railway line was laid at a cost of Rs. 5.52 million.

جناب چیئرمین : قاضی عبداللطیف صاحب ،

قاضی عبداللطیف : کیا جناب وزیر صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے ۔ کہ پشاور ڈویژن میں سرحد اور پنجاب کے کون کون سے علاقے آتے ہیں؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : پشاور ڈویژن میں کندیاں ٹیکسلا سے لے کر حویلیاں تک کا علاقہ آجاتا ہے ۔ یہ پشاور ڈویژن اور پنڈی ڈویژن کے درمیان باؤنڈری لائن ہے ۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی عبداللطیف صاحب ۔

قاضی عبداللطیف : بنوں ڈیرہ اسمٰعیل خان تک جو ریلوے لائن جاتی ہے یہ کس ڈویژن میں آتی ہے ؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : پشاور ڈویژن میں جناب ۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی لطیف صاحب ۔

قاضی عبداللطیف : کیا اس لائن کو دوبارہ تیار کئے جانے کا پروگرام ہے ؟

جناب چیئرمین : ان کا مطلب شاید یہ ہے کہ اسے براڈ گیج کیا جائے

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ ابھی ابھی۔

جناب چیئرمین : پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ ٹھیک ہے مختلف ڈویژن کی کاسٹ میں فرق ہے لیکن اتنا فرق میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کراچی میں ایک کلومیٹر کے لئے پونے دو ملین آرہا ہے ملتان میں آدھ ملین آرہا ہے پشاور میں اس سے بھی کم آرہا ہے اور پنڈی ڈویژن میں پانچ ملین ایک کلومیٹر پر کاسٹ آرہی ہے۔

جناب چیئرمین : تقسیم کر کے وہی آتا ہے جو پروفیسر صاحب فرما رہے ہیں۔

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب! پروفیسر صاحب کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ جناب۔

It depends on the terrain, the lay out of the Railway line, which means laying of the Railway line on a terrain, if there are mountains or uneven ground the cost would be much more as against that line which is levelled and plain.

جناب چیئرمین : قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف : کیا جناب وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان اس وقت ایک صنعتی علاقہ بننے والا ہے اور حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہاں ایک شوگر مل بھی قائم کی جائے گی اور بنوں میں ایک شوگر مل ہے ان کو کب یہ سہولت مہیا فرمائیں گے ؟

جناب چیئرمین : کون سی سہولت ؟

قاضی عبداللطیف : یہ ریلوے والی۔ کیونکہ ریلوے کے بغیر ہماری آمد و رفت اور سامان کی نقل و حمل ناممکنات میں سے ہے۔

جناب چیئرمین : نوابزادہ صاحب،

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب والا! ہماری یہ خواہش تھی کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان تک ریلوے لائن جائے اور مجھے یقین ہے کہ ایک دن

ریلوے لائن کو وہاں سے جانا پڑے گا اور یہ کام جتنی جلد ہو جائے بہتر ہو گا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے پہلے بھی اس کا اظہار کیا تھا۔ لیکن سرمائے کی کمی کی وجہ سے جو پلان منظور ہو گیا تھا وہی رہا اور اس پر اضافی کام نہ ہو سکا۔ جب سرمایہ فراہم ہو جائے گا تو ہم بخوشی کریں گے اور اسے ایک روز نہ کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال۔ جناب مولانا کوثر نیازی صاحب!

RUNNING TIME FOR LAHORE-RAWALPINDI RAIL-CAR

209. ***Maulana Kausar Niazi** : Will the Minister for Railways be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the Rail Car used to reach Rawalpindi from Lahore in four and a quarter hours to four and a half an hours ;

(b) whether it is also a fact that the said Rail Car now reaches Rawalpindi from Lahore in six to six and a half hours ; and

(c) if so, the reasons for this extended time of the journey ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti : No, it is not a fact that the running time of Rail Cars between Lahore and Rawalpindi varied from four and a quarter hours to four and a half hours. In the previous time-table the Express Trains which replaced the Rail Cars in December, 1982, were covering the journey in 5 hours 20 minutes. On account of repairs required for the track between Lalamusa and Rawalpindi there was increase in the running time by half an hour in the current time-table on account of speed restrictions. Repair of track is nearing completion and the running time would be restored to previous timings with effect from 15th December, 1985.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال۔

مولانا کوثر نیازی : کیا عزت مآب وزیر ریلوے کے نوٹس میں ہے کہ پرائیویٹ فلائنگ کوچیز لاہور سے راولپنڈی، نام نہاد ایکسپریس ٹرینوں سے کم وقت میں پہنچتی ہیں ؟

جناب چیئرمین : ایک اڑتی ہے اور دوسری زمین پر چلتی ہے۔ غالباً فرق یہی ہے۔ ایک فلائنگ کوچ ہے اور ایک ــــ جناب نوابزادہ صاحب فرمائیے۔

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب والا! آپ نے جو فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ کوچ کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ پنڈی سے چلتی ہے اور سیدھی لاہور پہنچتی ہے۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ

We are owned by the public of Pakistan, we are not owned by any Company.

کہ جہاں تحصیل کا یہ ضلع بن جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ صاحب یہاں گاڑی روک دو۔ تو مجبوراً ہمیں گاڑی روکنا پڑتی ہے۔ ایکسپریس بھی ہو تو اُسے روکنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ ہائی اتھارٹیز کہتی ہیں کہ صاحب گاڑی یہاں روک دو، تو ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیلنس کرنا پڑتا ہے کہ کتنا ٹائم لگے گا اور کتنے لوگوں کو سہولت پہنچے گی۔ چونکہ یہ عوامی سروس ہے اس لئے ہماری خواہش یہ ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سہولت پہنچے۔

مولانا کوثر نیازی : کیا وزیر صاحب کے نالج میں یہ عوامی تاثر ہے کہ ایکسپریس ٹرین کا وقت اسی لئے کم کیا گیا ہے کہ فلائنگ کوچیز زیادہ سے زیادہ کامیابی کے ساتھ اپنا کاروبار کر سکیں۔

جناب چیئرمین : جناب نوابزادہ صاحب،

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : یہ بالکل ناممکن ہے۔ یہ بات کہنا مولانا صاحب کو زیب نہیں دیتا۔ میں اس پر کیا کہوں۔

مولانا کوثر نیازی : میں تو پبلک کے تاثر کی بات کر رہا ہوں۔ ورنہ ہمارے خان بھائی ہیں جن کی فلائنگ کوچیز ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ریلوے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں یہ تاثر پھیلا ہوا ہے۔ جناب والا! کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ ریلوے پٹڑی کی مرمت کتنے عرصے سے جاری ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گی؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : میں نے مولانا صاحب کی
خدمت میں عرض کیا ہے کہ جو آدھ گھنٹہ فالتو لگ رہا تھا وہ اب
نہیں لگ رہا اور پندرہ دسمبر سے نارمل ٹائم لگ رہا ہے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۲۵۷۔

WHEAT PROCURED DURING 1981 TO 1984

257. ***Mr. Ahmed Mian Soomro** (Put by Prof. Khurshid Ahmed): Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the amount of wheat procured (in tons) during the year 1981 to 1984 ;

(b) the expenses incurred per ton by PASSCO for the wheat procured during the said period indicating also the comparison of the different expenses incurred year-wise on the following :—

(i) Transportation,
(ii) Labour charges,
(iii) Construction of plinths,
(iv) Pesticides,
(v) Hiring of storage accommodation,
(vi) Vehicles running, and
(vii) Date mats.

(c) comparative statement showing the total incidental expenses per ton on wheat procured during the said period, year-wise ?

Qazi Abdul Majid Abid (Answered by Mir Haji Tareen) : The amount of wheat procured by PASSCO from 1981 to 1984 is given below :

(a) Procurement

	(Tons)
1981	10,10,666
1982	7,62,481
1983	5,89,105
1984	6,38,143

(b) The expenses incurred by PASSCO are as under :—

(Rs. per ton)

	1981	1982	1983	1984
	1	2	3	4
(i) Transport................	42.12	85.86	32.84	38.15
(ii) Labour.....................	28.71	30.69	19.94	21.05
(iii) Plinths.....................	2.30	14.61	2.72	0.98
(iv) Pesticides.................	3.20	11.95	6.24	1.17
(v) Rent of Storage	1.91	3.11	2.31	1.85
(vi) Vehicles running.....	4.89	6.28	6.11	3.45
(vii) Mats........................	4.35	12.32	0.47	0.33
Sub Total	87.48	164.92	70.63	66.98

(c) Other incidentals :

	1	2	3	4
(i) Taxes and Duties	2.53	5.87	2.95	4.00
(ii) Godowns expenses	26.77	57.35	52.36	44.57
(iii) Departmental charges ..	28.90	38.81	49.19	63.30
(iv) Financial cost	149.43	298.08	310.43	208.03
(v) Shortages & damages...	69.58	100.16	36.99	2.28
(vi) Gunny bags.................	141.25	151.87	105.74	153.53
Sub Total	418.46	652.14	602.66	475.77
Total incidentals	505.94	817.06	673.29	542.75

Saving compared to 1982 :

In 1983.. Rs. 84.7 million.

In 1984.. Rs. 175.0 million.

قاضی حسین احمد: ضمنی سوال، جناب والا! ۱۹۸۲ میں فی ٹن جو اخراجات آئے ہیں یہ نہایت ہی غیر مناسب حد تک زیادہ ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ ۱۹۸۲ میں ۸۱۷ روپے آئے ہیں جبکہ ۱۹۸۱ میں ۵۰۵ روپے ہیں اور ۱۹۸۳ میں ۶۷۳ روپے ہیں ۱۹۸۴ میں ۵۴۲ روپے ہیں۔ ۱۹۸۲ میں ۸۱۷ روپے غیر معمولی طور پر زیادہ ہیں اور پھر اخراجات میں بجٹ ۱۹۸۲ کے مقابلے میں دکھائی گئی ہے۔ اس بارے میں میں عرض کرتا ہوں کہ ۱۹۸۲ کی بجائے ۱۹۸۱ سے کیوں بجٹ کا مقابلہ نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر صاحب۔

میر حاجی ترین: جناب والا! میں کمپیئرنگ کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ کمپیئرنگ کے فگرز ہم نے ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۱۹۸۴ سے لئے ہیں ۱۹۸۲ میں جو زیادہ فگرز آئی ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی تفصیل عرض کرتا ہوں؟

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

میر حاجی ترین: جناب اگر آپ دسمبر ۱۹۸۴ء تک کے ہمارے فگرز دیکھیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ۸۳ ملین کا ہمیں پرافٹ ہوا ہے۔ اس سے پہلے جو نقصان ہوا ہے وہ کمزور ایڈمنسٹریشن کی وجہ سے ہوا ہے weak control سے بھی اور esive carry and stocks slow lifting of stocks by the recipients کی وجہ سے بھی تھا۔ and slow payment by the recipients agencies اور agencies کی وجہ سے تھا۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! ۱۹۸۱ میں کم اخراجات بڑھے ہیں اور ۱۹۸۲ میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور پھر ۱۹۸۳ میں کم ہوئے ہیں۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ۱۹۸۲ میں کوئی خاص بات واقع ہوئی ہے جس کی انہیں تشریح کرنی چاہیئے۔

میر حاجی ترین : اس کے لئے مجھے پھر فریش نوٹس چاہیئے۔

قاضی حسین احمد : یہ آپ نے پہلے ہی فگرز دی ہوئی ہیں۔ اس میں فریش نوٹس کی کیا ضرورت ہے۔

میر حاجی ترین : آپ وجوہات جو پوچھ رہے ہیں۔

قاضی حسین احمد : ۱۹۸۱ کے بعد ۱۹۸۲ میں اتنا بڑا jump ہے۔ اس کی وجہ بھی ان پر عیاں ہے اس کے لئے فریش نوٹس کی کیا ضرورت ہے یہ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کیوں یہ بدعنوانی ہوئی ہے؟

میر حاجی ترین : ان وجوہات کو معلوم کرنے کے لئے ایک فیڈرل کمیشن بٹھایا گیا تھا کہ اس معاملے کی تحقیقات کرے۔ اس نے بھی ایڈمنسٹریشن اور جو ہماری financial involvement تھی اس کی نشاندہی کی تھی۔ اگر آپ مجھے فریش نوٹس دیں تو میں آپ کو وجوہات بتا سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب کا پوائنٹ صحیح ہے اگر آپ مقابلہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ٹرانسپورٹ کے چارجز دوگنے ہو گئے ہیں یعنی ۴۲ سے ۸۵ ہو گئے ہیں لیبر کے چارجز کم بڑھے ہیں لیکن Plinth پر ۲،۳۰ روپے کی بجائے ۱۴،۶۱ روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ pesticides پر ۳،۲۰ سے ۱۱،۶۹۵ روپے ہو گئے ہیں اس سے آگے پھر جو زیادہ increase ہوئی ہے وہ mats پر ہے جو ۴،۶۳۵ روپے سے ۱۲،۶۳۲ روپے ہو گئے ہیں۔ ٹوٹل ۸۴،۸۷۶ روپے سے بڑھ کر ۱۶۴،۶۹۲ روپے ہو گئے ہیں۔ یہ اگلے سال کم ہو کر ۷۰ روپے رہ گئے ہیں یعنی ۱۹۸۱ سے بھی کم اور ۱۹۸۴ میں اور بھی کم ہو گئے ہیں۔ تو قاضی صاحب یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت نے اس کا analysis کرایا ہے؟ کوئی جائزہ لیا ہے کہ کیوں ایسا ہوا ہے۔ اس کے ذمہ دار کون تھے؟

میر حاجی ترین : جناب والا! ہم سے جو فگرز مانگے گئے تھے ۸۱ سے لے کر ۱۹۸۴ تک وہ ہم نے دے دئے ہیں۔

جناب چیئرمین : فگرز تو صحیح ہیں۔ لیکن ۱۹۸۲ کے بارے میں یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کیوں اتنے بڑھے ہیں؟

میر حاجی ترین : جناب والا! ان کا پوائنٹ یہ ہے کہ ۱۹۸۲ میں ایک دم ۹۲،۱۶۴ روپے ہو گئے ہیں۔ میں نے اس کے متعلق عرض کیا ہے کہ صدر صاحب نے ایک کمیشن بھی اس بارے میں بٹھایا تھا۔ اس لئے میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ اگر وہ مجھے وقت دیں تو میں اس کی کارروائی دیکھوں تاکہ ان کو صحیح جواب دے سکوں۔

جناب چیئرمین : اس کمیشن نے کیا کسی کی ذمہ داری فکس کی ہے۔

میر حاجی ترین : جی ہاں، کی ہے۔

جناب چیئرمین : یہی وہ پوچھنا چاہتے ہیں کیا وجہ ہوئی تھی۔

میر حاجی ترین : اس کے لئے میں نے عرض کیا ہے کہ مجھے فریش نوٹس چاہیئے تاکہ میں صحیح جواب دے سکوں۔

جناب چیئرمین : اچھا، ٹھیک ہے۔

قاضی حسین احمد : اچھا، یہ تو بتا دیجئے کہ یہ فگرز ۱۹۸۲ سے کیوں کمپیئر کیا ہے ۱۹۸۱ سے کیوں نہیں کیا؟ آپ کو یہ معلوم بھی ہے کہ بدعنوانی ہوئی ہے اور اس کے متعلق کمیشن بھی بٹھایا گیا تھا۔

میر حاجی ترین : اگر ہم نے ۱۹۸۲ سے کمپیئر کیا ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے فگرز ۱۹۸۱ سے بھی دیئے ہیں، آپ خود ان سے کمپیئر کر لیں۔

قاضی حسین احمد : ہم نے تو کر لیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ تو انہوں نے کمپیئر کر کے ہی سوال پوچھا ہے۔

قاضی حسین احمد : آپ نے کمپیئر کیوں نہیں کیا ہے۔ آپ نے تو چھپانے کی کوشش کی ہے۔

میر حاجی ترین : جناب والا! ان کا اصل سوال یہ ہے کہ ۱۹۸۲ میں فگرز کیوں زیادہ ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں، اور اس کے متعلق میں نے

پہلے بھی ان کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ ۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ کہتے ہیں کہ وجہ کیا ہے جس سے یہ فیگرز زیادہ ہوئے ہیں ۔

میر حاجی ترین : جناب! یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کو high jump کی وجہ فریش نوٹس کے بعد ہی بتائی جا سکتی ہے ۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے، پروفیسر خورشید صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد : میرے خیال میں وزیر صاحب صحیح جواب نہیں دے پا رہے ہیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اگر انہی فیگرز کو ۱۹۸۱ سے کمپیئر کریں تو پکچر بدل جاتی ہے یہ فیگرز جگلری کا کمال ہے لیکن میں سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کاسٹ آ رہی ہیں کیا کبھی آپ precurement price سے اس کو کمپیئر کرتے ہیں کہ آپ growers کو کتنا دے رہے ہیں مثلاً ۱۹۸۱ میں آپ نے فی ٹن ۱۶۰۰ روپے دیا مگر آپ کی جو کاسٹ ہے وہ ۵۶۵ روپے ہے ۔ اگلے سال آپ نے ۱۷۰۰ روپے دئے ہیں تو یہاں آپ کی کاسٹ آ رہی ہے ۸۱۷ روپے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا ففٹی پرسنٹ جو ہے وہ آپ اوپر کے اخراجات کا لے رہے ہیں اس کا کوئی explanation economically or morally نہیں ہو سکتا ہے ۔

جناب چیئرمین : وزیر صاحب ۔

میر حاجی ترین : سر! اس میں پھر وہی بات آ جاتی ہے کہ اگر آپ ہمیں ٹائم دے دیں تو ہم اس سارے کیس کو سٹڈی کر کے آپ کے سامنے رکھ دیں گے ۔

جناب چیئرمین : اچھا جی، فریش نوٹس درکار ہے ۔

میر حاجی ترین : فریش نوٹس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جواب دینے سے انکار کر رہے ہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ کو تفصیل سے جواب دیں گے ۔

جناب چیئرمین : میر داد خیل صاحب ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : فریش نوٹس تو انہوں نے کہہ دیا ہے مگر کم از کم اس کے جواب کی تاریخ اور دن تو ہمیں بتا دی جائے تب

جناب چیئرمین : آپ اس کے لئے نوٹس دے دیں جب اس کا جواب آپ کو مل جائے گا۔

Dr. Mahbub ul Haq: I think, since it is a financial matter if he Minister will permit me, I would like to add something. I think, Sir, he major factors here are both the increase in the transport cost and ncrease in the financial cost which have the financial charges on the stock that PASCO was carrying and the interest as charges on that stock they go up from 149 to double as much as for the largest item to 298.

Mr. Chairman : I think, the question was not with regard to these other incidentals. The question was with regard.. *(Interruption)*

Dr. Mahbub ul Haq: The total saving is calculated from the total. It was compared to 1982 not only just from one sub-item but from the total.

Mr. Chairman : The question which Qazi Hussain Ahmed was asking was with regard to part (b) of the answer which relates only to expenses incurred by PASCO and not what is mentioned under other incidentals, and the question was that why have transport charges, for example, doubled in this one year when it has not funded in any other year and certainly the other increases.

Dr. Mahbub ul Haq: Of course, that is related to at that time. It was looked into. That is related, of course, to a good deal of inefficiency in PASCO at that time. There is no point in hiding it that we have not been able to streamline in 1983-84 considerably the PASCO operations including the management of PASCO. There was inefficient handling of transport as well. There was also carry-over of the major stocks which imposed a very heavy cost on PASCO. These operations have been gradually streamlined and, as such, this is what is shown in the subsequent figures.

Mr. Chairman : If further details are required, I think, fc that, the honourable Minister would require a fresh notice.

قاضی حسین احمد : آپ نے اس موضوع کو کھولا ہے اس لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں پوچھ سکوں کہ ۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین : جی فرمائیے ۔

قاضی حسین احمد : کہ inefficiency ۱۹۸۱ء میں نہیں تھی لیکن یہ ۱۹۸۲ میں دوبارہ آگئی اس کے بعد آپ نے ۱۹۸۳ میں اس کو سٹریم لائن کیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۹۸۲ میں inefficiency کچھ زیادہ تھی جب کہ آپ نے اس کے لئے (mild) لفظ استعمال کیا ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری کیا آپ نے کسی پر ڈالی ہے، اگر ڈالی ہے تو اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا ہے یا نہیں لیا ؟

جناب چیئرمین : وہی وزیر صاحب کہتے ہیں کہ اس کے لئے نوٹس چاہیئے ۔

قاضی حسین احمد : وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے کہ یہ فنانشل matter ہے اس لئے اس کا انہیں زیادہ علم ہے ۔

Dr. Mahbub ul Haq: I think, Sir, so far as the results of th inquiry are concerned those should be naturally gone into by quotin Inquiry Report, I do not wish to do that off hand and for that as th Minister suggested, he needs a fresh notice for just explaining that th financial costs exaggerated that year because of very heavy stock which were carried by PASCO.

جناب چیئرمین : شکریہ وقفہ سوالات ختم ۔ اب رخصت کی درخواست لیتے ہیں ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : حاجی فرید اللہ خان صاحب نے ناسازی طبع کی بنا پر ایوان سے ۱۶ اور ۱۷ دسمبر ۱۹۸۵ کی رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : پیر الحاج محمد شاہ جیلانی نے علالت کی بنا پر ایوان سے مزید رخصت مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء تا اختتام حالیہ اجلاس طلب کی ہے، کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب غلام فاروق صاحب نے اپنی علالت کی بنا پر ایوان سے مزید رخصت مورخہ ۱۸ دسمبر تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ طلب کی ہے - کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman : Privilege Motions. The first privilege motion stands in the name of Maulana Kausar Niazi—one is No. 24 and the other is No. 27.

It think, it is upto him to take up whichever motion he wishes. because if he takes up one, he will not be permitted under the rules to take up the other one.

Maulana Kausar Niazi : Sir, No. 27.

Dr. Mahbub ul Haq : May I suggest, Sir, since I will be leaving later on at 7.30 to have a meeting with the Deputy Prime Minister of Korea, if privilege motion concerning me which came up in my absence, may be taken up earlier.

Mr. Chairman : It is upto Maulana Kausar Niazi, if he wants to take this, I have no objection.

مولانا کوثر نیازی : جناب یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے - اصل میں اہم مسئلہ نمبر ۲۷ میں ہے اور اس تحریک استحقاق کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے بات کی ہے تو وہ میں واپس لیتا ہوں -

Mr. Chairman : So, that is withdrawn.

Maulana Kausar Niazi : Yes, please.

Dr. Mahbub ul Haq: Sir, I have the opportunity of saying tha the interview that was quoted was totally fabricated and never too place. Nobody has approached me for this interview and I am ver shocked that some newspaper will carry on an interview attributed t me and those remarks are totally irresponsible and stupid and I sha never have passed against any Senator because I happened to belong t this Senate.

Mr. Chairman : Thank you very much.

Dr. Mahbub ul Haq: So, I did not want the opportunity since I saw in the newspaper and I was abroad when this has been taken u

Mr. Chairman : Right.

PRIVILEGE MOTION *RE* : FAILURE OF THE GOVERNMENT TO HOLD SESSION OF THE SENATE AS REQUIRED BY THE CONSTITUTION

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! میری تحریک استحقاق یہ ہے ۔ کہ اسلامی ہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت سینٹ کے لئے ۳۱ ۔ دسمبر تک تین پنے اجلاس میں رہنا لازمی قرار دیا گیا ہے ۔ موجودہ سینٹ مارچ میں رض وجود میں آئی اس حساب سے سال رواں میں اسے بہر طور ۱۰۷ ن کے لئے سیشن میں رہنا ضروری تھا مگر اب تک سینٹ بمشکل ۲۴ سے ۲ دن تک اپنے اجلاس کر سکی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اب ہم ۳ ۔ دسمبر تک بھی لگاتار ملتے رہیں تب بھی آئین میں مطلوبہ دنوں کی داد پوری نہیں ہو سکتی ۔ حکومت کو اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ ایک آئینی رورت ہے مگر اس نے اس کی پرواہ نہیں کی ، حکومت کی اس ہل انگاری کی وجہ سے آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور اس وان کا استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے ۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ اس مسئلہ ر ایوان میں غور کیا جائے ۔

جناب والا ، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آئین کی دفعہ ۵۴ اور دفعہ ۶۱ کے تحت سینٹ کے لئے ۹۰ دنوں کے لئے اجلاس کرنا لازم ہے اور یہ

کس کیلنڈر کے لحاظ سے ۹۰ دن ہوں گے۔ آئین میں جہاں بھی "سال" کا لفظ آیا ہے آرٹیکل ۲۶۲ کے تحت اس کو یوں ڈیفائن کیا گیا ہے کہ

For the purposes of the Constitution, periods of time shall be reckoned according to the Gregorian Calendar.

جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ پوپ گریگوری نے سولہویں صدی میں جو کیلنڈر انٹروڈیوس کیا تھا وہ وہی ہے جو اس وقت رائج ہے اور جو یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک مانا جاتا ہے اس لئے کوئی تعبیر اس کی نہیں بنتی کہ سینٹ کے اجلاس کے ضمن میں حکومت نے یہ سہل انگاری کیوں کی عجیب بات یہ ہے کہ اس مسئلے کی جانب حکومت کو پہلے بھی متوجہ کیا جاتا رہا ہے اور خود میری یہ تحریک استحقاق بھی ۳۰ دسمبر کی ہے لیکن اس کے باوجود بھی حکومت نے مناسب جانا کہ اس اجلاس کو مسلسل ملتوی کیا جاتا رہے اور جو التواء نہ ہونے کی صورت میں دنوں کا فائدہ سینٹ کو حاصل ہو سکتا تھا اس کی بھی حکومت نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ واضح طور پر یہ آئین پر عملدرآمد کے سلسلے میں سہل انگاری ہے اور جو حکومت ایسی بے ضرر دفعات پر بھی عمل پیرا نہیں ہو سکتی اس سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ آئین کی معرکۃ الآراء دفعات پر عمل پیرا ہو گی۔

Mr. Chairman : Thanks. Is it being opposed ? Jinab Minister for Justice.

جناب اقبال احمد خان: (Opposed) شکریہ جناب چیئرمین! میں پہلی گزارش آپ کی خدمت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر ۲۴ جس کے متعلق معزز رکن نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کو پیش نہیں کرنا چاہتا میری ناقص رائے میں اگر وہ اس کو پیش نہیں کرنا چاہتے تھے تو چیمبر میں اس کی اطلاع دینی چاہیئے تھی اور اگر یہاں اس بات کا اظہار کیا جائے کہ میں پیش نہیں کرنا چاہتا اور اس پر متعلقہ وزیر صاحب

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

نے بھی اپنا کوئی اظہار خیال بھی فرما دیا ہو تو میری رائے میں یہ رول ۵۹ (۱) ہے اس کی تکمیل ہو جاتی ہے اور اس کے بعد اسی دن دوسری تحریک پیش نہیں کی جا سکتی ہے۔ پہلی گزارش تو جناب والا میری یہ تھی اس کے فیصلے کے بعد اگر اجازت ہو گی تو پھر میں دیگر گزارشات عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین! جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ معزز رکن نے تحریک پیش نہیں کی اور انہوں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ وہ واپس لینا چاہتے ہیں تو بہت ساری موشنز جو یہاں پر ایڈمیسیبلٹی کے لئے آجاتی ہیں اسی پر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یا تو "چیئر" رولنگ دیتی ہے کہ یہ آؤٹ آف آرڈر ہے اور یا وہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس لے لیا ہے یا فرماتے ہیں کہ میں اس پر اصرار نہیں کرتا تو یہیں پر فیصلہ ہوتا ہے۔ چونکہ معزز رکن نے اپنی تحریک پیش ہی نہیں کی تو وزیر صاحب نے اپنے ۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman : That can be taken as personal explanation but it has nothing to do with the motion as such. So, I don't think that it is a valid point.

Dr. Mahbubul Haq : I thought that the motion had been moved when I was absent from Senate. Because I, saw a reference to it, in the newspapers that the motion was moved, a privilege motion, regarding an interview which I have allegedly given and that is why I insisted on giving a personal explanation because I thought that the motion had been moved in my absence. It was deferred and kept pending till my presence in the House so that I could explain it.

Mr. Chairman : Unfortunately, he was not present.

جناب اقبال احمد خان: جناب میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ یہ تحریک پیش ہوئی تھی اور اس کو اس لئے التواء میں رکھا گیا تھا کہ وزیر متعلقہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ وہ ملک سے باہر گئے

ہوئے تھے۔ لہٰذا یہ کہا گیا تھا کہ جب وہ واپس تشریف لائیں گے تو پھر اس کو نمٹایا جائے گا۔ ایک طرح سے تحریک استحقاق جو ہے وہ پہلے ہی پیش کی جا چکی ہے میں نے یہ اس لئے عرض کیا کہ چونکہ میری ناقص رائے میں وہ تحریک پیش ہو چکی تھی اور خواہ پیش ہونے کے بعد اس پر اصرار نہ بھی کیا جائے تو وہ رول ۵۹ (۱) کو cover کر جاتی ہے اس لحاظ سے میں نے جناب گذارش کی تھی۔ آپ کا جو بھی فیصلہ ہو بہرحال مجھے قبول ہے۔

Mr. Chairman : I think, the point is somewhat different, and I would like to be enlightened on this and the rule says if you are referring to Rule 59 that the right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely :—

(i) not more than one question shall be raised by the same member at the same sitting.

Can this be treated as the same sitting ?

Mr. Iqbal Ahmad Khan : Since it was pending, it was to be decided today. So, therefore this is continuing..... *(Interruption)*.

Mr. Chairman : It is a question of raising. Actually, it was raised in the previous sitting. Here, another question can be raised. This is, however, the plain meaning of this clause as far as I can say.

جناب اقبال احمد خان : جناب اس میں یہ ہے کہ پھر اگر معزز رکن سے سوال کیا گیا تھا کہ آپ نمبر ۲۴ پیش کرنا چاہتے ہیں یا نمبر ۲۷، اب سوال یہ تھا کہ آپ نے وہ تحریک پیش کی تھی اس لئے اب اس پر کچھ اظہار خیال فرمانا چاہتے تھے یا نہیں۔

جناب چیئرمین : انہوں نے موشن پیش کی تھی

I am not aware of this. Now in the Agenda with me — there were both the motions———.

جناب اقبال احمد خان : میں نے جناب اس لئے عرض کیا تھا کہ وہ چونکہ تھی باقاعدہ پیش ہوئی تھی تو میری ناقص رائے کے مطابق سوال یہ ہونا چاہیئے تھا کہ آپ اس کو پریس کرنا چاہتے ہیں یا اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ پہلے ہی پیش کر چکے تھے۔

So, now question would be whether he is prepared to press it or not? And if he says that he is pressing it, the reply would come from the other side. Because it was moved and kept pending and today, it was, again discussed, may be in the same manner I don't press. so, the question would be decided accordingly, Sir. That was my point. However, whatever, your honour is making a ruling that is binding on me.

Mr. Chairman : Let us ask the mover also. Jinab Kausar Niazi Sahib.

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین! جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے واضح لفظوں میں کہا تھا کہ میں یہ تحریک استحقاق نمبر ۲ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے بھی گذارش پیش کی تھی۔ جب یہ بات آئی کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ آئے تو میں نے کہا کہ وہ میں پیش ہی نہیں کرتا وہ میں واپس لے لیتا ہوں میرا مقصد یہ تھا تاکہ میں نمبر ۲ جو ہے وہ پیش کر سکوں۔ آپ نے از راہ کرم ان کو موقع دیا کہ وہ اپنا کیس explain کر سکیں میں نے اس پر کوئی خیال ظاہر نہیں کیا۔ نہ میں نے move کی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جناب خان اقبال احمد خان صاحب جنہیں ہمیشہ چیئر کی رولنگ کا بہت خیال رہتا ہے آپ کی رولنگ سے وہ کم سے کم اس مناقشہ میں نہیں پڑیں گے۔

جناب اقبال احمد خان : مجھے جناب آپ کی رولنگ کا پورا پورا احترام ہے اور وہ ہم سب پر بائنڈنگ ہے میں نے اس لئے عرض کیا کیونکہ وہ moved تھی اب یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ وہ جو moved تھی اس کا کیا بنا، انہوں نے کہا کہ میں پیش نہیں کرتا، لیکن وہ پہلے سے پیش کر چکے ہیں۔

So, either he should say I don't press it or otherwise.

تاکہ آپ اس کو رول آؤٹ کریں یا جیسے بھی اس کا فیصلہ کریں۔

That is on record ; it is moved.

تو میں نے آپ کی توجہ اس لئے مبذول کرائی ہے۔ کہ چونکہ پہلے سے moved ہے اس کا کچھ فیصلہ تو ہونا چاہیئے ورنہ ریکارڈ میں پڑی رہے گی اور پرسوں کو یہ کہا جائے گا کہ ایک پینڈنگ تھی اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا، اس لئے میں نے یہ عرض کیا ہے۔

Mr. Chairman : Have we got the record ?

Mr. Iqbal Ahmad Khan : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Good. Qazi Hussain Ahmed Sahib.

قاضی حسین احمد : جناب والا! جناب اقبال احمد خان صاحب نے کہا ہے کہ یہ پیش ہو چکی تھی اور پھر کہتے ہیں کہ یہ آج پیش ہوئی ہے۔ اس میں بھی تضاد ہے یا تو یہ اسی تاریخ کو پیش ہو گئی تھی اور آج کے لئے پینڈنگ تھی اور ان کی درخواست پر پینڈنگ تھی لیکن یہ آج کسی طور پر پیش نہیں ہوئی، حالانکہ خود پیش کرنے والے نے یہ کہا ہے کہ میں پیش نہیں کرنا چاہتا تھا اور اگر پیش ہو چکی ہے تو پھر اسی تاریخ کو ہوئی ہے اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ پیش ہو چکی ہے تو پھر آج پیش نہیں ہوئی اسی تاریخ کو پیش ہوئی ہے۔ لیکن آج پر آپ ڈالتے ہیں تو انہوں نے بالکل واضح طور پر کہا ہے کہ میں پیش نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن جناب والا! میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ ان کی جو اس وقت کی تحریک نمبر ۲۷ جس کو وہ آج پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ صرف ان سے متعلق نہیں ہے۔ پورے سینیٹ سے متعلق ہے۔ اور سینیٹ کے ہر ممبر سے متعلق ہے اس لئے یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ اگر ان کا یہ استحقاق نہیں بنتا کہ وہ ایک کی بجائے دو تحاریک پیش کریں۔ اور یہ اصرار کر رہے ہیں یہ دونوں ان کی

[Qazi Hussain Ahmed]

ہیں تو یہ ہم سب کی طرف سے آپ قبول کر لیجئے اور یہ استحقاق کوئی ممبر کسی وقت بھی اٹھا سکتا ہے اور آپ کے پاس اختیار ہے آپ اس کو منظور کر سکتے ہیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ آپ اس کو زیر بحث لانے کے لئے زیر غور لائیے یہ ہم سب کا استحقاق ہے اور یہ پورے سینٹ کا استحقاق ہے ہم میں سے ہر رکن کا استحقاق ہے اسلئے technicality کی بناء پر اسکے راستے میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے ۔

Mr. Chairman : I have sent for the record of what happened in the previous sitting ? Whether the motion was, in fact, moved or not moved that is one aspect that I would look into. The position rather is, that on the plain reading of this very clause what is meant by the phrase that "raising by the same Member at the same sitting". What does 'raising' mean and what does the 'same sitting'? Jinab Barrister Zahurul Haq Sahib.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq : Sir, If the key-word is that not more than one question shall be raised by the same member at the same sitting, we find the interpretation of the word 'raised' in Rule 60 and the heading of Rule 60 is 'Mode of raising a question of privilege', and with your permission, Sir, I will read it.................*(Interruption)*.

Mr. Chairman : Yes, Please.

Mr. M. Zahoor-ul-Haq : "Where a question of privilege has been admitted, the Chairman shall, after the disposal of questions and before other business on the Orders of the Day is entered upon, call upon the member who gave the notice and thereupon the member shall raise a question of privilege and make a short statement relevant thereto :" This phenomenon pursuant to Rule 60 has not taken place, because it was trifled by Maulana Kausar Niazi by saying I am withdrawing it. So, in accordance with the interpretation you yourself have put it or put on it, Sir, I think, it is not a question in which the technical objection can be raised that the second privilege motion can not be raised. The raising of question of privilege under 59(1) has to be fulfilled according to Rule 60 and the Rule 60 did not come to operation because the mover said I am withdrawing it. So, he neither made a short statement nor the question arose that the Chair should call upon him to make a statement in support of his privilege motion. That is my humble interpretation.

Mr. Chairman : Does anybody recall that the discussion which took place on the previous occasion ? Was the motion, in fact, moved in the sense that he read it out and there was some statement made ?

Mr. Iqbal Ahmad Khan : I am prepared to make a statement, Sir. I think, the honourable members have mis-understood me. I am not avoiding the mover's motion No. 27. My point was only because since the honourable Senator moved this and on my request, of course, it was adjourned till the arrival of the honourable Minister for Finance who was abroad.

اس میں کوئی ڈسکشن نہیں ہوئی تھی میرا صرف کہنا یہ نہیں تھا کہ میں نمبر ۲۷ کو avoid کر رہا ہوں وہ بات نہیں ہے میں نے صرف اس لئے عرض کیا تھا، چونکہ ایک موشن ریکارڈ پر موجود ہوئی تھی اس کو باضابطہ not pressed کر کے، یا کچھ کر دیجئے تا کہ کل کو confusion نہ ہو اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ میں اگلی جو موشن ہے اس کو avoid کرنا چاہتا ہوں جیسے کہ یہاں ایک دو معزز سینیٹرز نے اظہار کیا ہے کہ breach ہو گیا ہے میں اس کو کب اوائڈ کر رہا ہوں۔ میں تو اس خیال سے کہہ رہا ہوں کہ ریکارڈ میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ اس خیال سے عرض کر رہا تھا۔ آپ اس کے متعلق کوئی فیصلہ فرما دیں۔ مجھے منظور ہے۔

جناب چیئرمین : پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : اس کے لئے آسان فیصلہ یہ ہو سکتا ہے کہ withdrawal کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا ہے کہ ہاؤس میں ہو، اس لئے withdrawal آپ ہاؤس کے باہر بھی کرا سکتے ہیں اس وقت آپ نمبر ۲ کو لے لیجئے۔

Mr. M. Zahoor-ul-Haq : Sir, I think for the purpose of interpretation of Rule 59 reference to Rule 58 would be helpful. Rule 58 says : that a member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary before the commencement of sitting on the day the question is proposed to be raised, which means, Sir, that there is a privilege given to a member to raise a question on a particular

day. On that particular day, he cannot raise two questions. Supposing two questions are raised by the same member on two different dates and then they are adjourned for some administrative reasons to one date then the raising has actually taken place on the earlier dates and they are not being raised on the same day. Rule 58 is then followed by Rule 59. So, the key to interpretation of Rule 59 is actually Rule 58. On the same day you can raise the question of privilege but on the same day you cannot raise two questions. So, if it is adjourned to different dates for the same day, then this rule does not apply.

Mr. Chairman : This is exactly the interpretation and I was placing on under Rule 59(1). The key word is raising of the question, and I don't think that this question is raised today, and the honourable member is entitled to raise a fresh question in today's sitting. Apart from that, I think, the proviso to Rule 58 is also important where it says that the Chairman may, if he is satisfied about the urgency of the matter allow a question of privilege to be raised at any time during the course of his sitting even without giving any notice and since the sense of the House appears to be that that the question or the Motion 27, if it is important from the point of view of the House, under the proviso of Rule 58 also, I think, can be permitted to be moved. He has moved already and if you have to say something in answer, I think, you can do so please.

Mr. Iqbal Ahmad Khan : This is No. 27. Sir.

Mr. Chairman : Yes No. 27.

Mr. Iqbal Ahmad Khan : Thank you, Sir.

جناب چیئرمین! اس پریولیج موشن کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ سینیٹ کے اجلاس آئین میں مینڈیٹڈ working days کے مطابق سال ختم ہونے سے پہلے نہیں کئے گئے اور جو اس سال کے بقایا دن ہیں اگر ان میں وہ اجلاس جاری بھی رہے تو وہ دن پورے نہیں ہو سکتے اور اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس سال کے اندر اے دن پورے کرتے چاہئیں۔

جناب والا! پیشتر اس کے کہ میں اس پر کچھ عرض کروں میں آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ اس سال فروری کے مہینے میں انتخابات ہوئے اور دونوں ہاؤسز کا اجلاس مارچ ۲۰، اور ۲۱ ۱۹۸۵ میں طلب کیا گیا، آئین کے آرٹیکل ۵۲ کے مطابق پہلی میٹنگ ۲۰ یا ۲۱ کو ہوئی اس لحاظ سے required number of days پورے کرنے کے لئے اس سال کے اندر یہ ممکن نہیں تھا کہ اس رول کو سختی سے اپلائی کیا جا سکے۔ کیونکہ یہ سال جیسا کہ معزز سینیٹر نے ارشاد فرمایا ہے کہ گریگورین کیلنڈر کے مطابق ---- (مداخلت)

Mr. Chairman : Sorry for the interruption but taking view back to what had happened on the previous occasion. Here I have the record now. Privilege Motion 24 regarding interview of Dr. Mahbubul Haq Minister for Planning, Finance and Economic Affairs about the passage of Eighth Amendment Bill. All that the record says is the motion in the Senate was moved by Maulana Kausar Niazi, at the request of the Minister for Justice and Parliamentary Affairs, consideration of the motion was deferred till the return of Dr. Mahbubul Haq. So, in this sense the question was raised, but it was not considered, it was not debated, it was not discussed and today this being a different sitting than the one in which this question was raised. I think the honourable Member, as I said before, is entitled to raise an other question, it is only to confirm the ruling that I had read earlier.

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ سال کچھ عام سالوں سے مختلف ہے مارشل لاء کے دوران میں انتخابات ہوئے اور اسی دوران اس معزز ایوان کے مختلف اجلاس ہوئے۔ اور سب سے پہلے ہی اس معزز ایوان اور قومی اسمبلی کے اجلاسوں کے اندر یہ سوال پیدا ہوا کہ مارشل لاء کو ملک سے جلد از جلد ختم ہونا چاہیئے۔

جناب والا! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے قومی اسمبلی اور اس معزز ایوان میں اس بات کا اعلان کیا کہ ہم چاہتے

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ہیں کہ مارشل لاء جلد از جلد ختم ہو، اور اس کے لئے کچھ آئینی اور قانونی تقاضے پورے کرنے ہوں گے اس ضمن میں دونوں ایوانوں کی مختلف Committees مقرر ہوئیں اور اسکے بعد جب آٹھواں ترمیمی بل آیا تو معزز پارلیمنٹ کے اراکین اور ساری قوم کی خواہشات کے مطابق اس بات کا خیال کیا گیا کہ کم از کم آئینی ترمیم مکمل اتفاق رائے سے adopt کی جائیں اور عمومی document وہی قوم کو قابل قبول ہوتا ہے جس کو سارے معزز ایوانوں کے تمام اراکین کی طرف سے اتفاق رائے سے منظور کیا جائے۔ ان حالات میں جناب وزیراعظم صاحب کی مساعی اور اس معزز ایوان اور قومی اسمبلی کے معزز اراکین کی مساعی جمیلہ سے وہ مرحلہ بخیرہ خوبی سر انجام پایا اور آٹھواں ترمیمی بل دونوں معزز ایوانوں نے اتفاق رائے کے ساتھ adopt کیا جس کو ساری قوم نے خوش دلی کے ساتھ قبول کیا اور خوش آمدید کہا۔

جناب والا! اب اگر اس تاریخ کی طرف جائیں تو آپ اس بات سے آگاہ ہیں کہ ان معزز ایوانوں سے باہر جناب وزیراعظم صاحب کو اس سلسلے میں کافی مشق کرنا پڑی۔ اور معزز اراکین قومی اسمبلی و سینیٹ کے ساتھ وقتاً فوقتاً کافی طویل گفت و شنید کرنا پڑی اس کے لئے ہاؤس سے باہر کمیٹی بنائی گئی، تاکہ ایک ایسا کام جس کے لئے ساری قوم کی خواہش ہے اس کو پورا کیا جا سکے۔ اور سب کی رائے لی جا سکے۔ اس لئے جناب والا! وقتاً فوقتاً دونوں ایوانوں کے اجلاس ملتوی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ جناب محرک کے خیال کے مطابق کوئی breach ہوا ہے لیکن قومی سطح پر جو یہ وقت ایوان سے باہر خرچ کیا گیا قوم نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ہاؤس کے اندر نہ بیٹھ سکے، ہاؤس سے باہر ضرور ہماری گفت و شنید کے نتائج قومی سطح پر بہتر نکلے، اور اسی بنا پر معزز ایوان کو وقتاً فوقتاً

adjourn کرنا پڑا کیونکہ خیال یہ تھا کہ اگر ایوان کے اندر بحث شروع ہو تو ممکن ہے کہ اتفاق رائے نہ ہو سکے اور اس طرح اس کے قومی سطح پر نتائج بہتر نہ ہوں۔

جناب والا! یہ گزارشات میں نے اس وضاحت کے لئے کی ہیں کہ ہم کیوں اجلاس کو جاری نہ رکھ سکے لیکن یہ بھی ہے کہ business کے بغیر کوئی اجلاس ہو نہیں سکتا۔ اگر کوئی کام ہمارے پاس ہوتا تو اجلاس ضرور جاری رکھتے۔ لیکن ہم نے سب سے ضروری امر یہ خیال کیا کہ اتفاق رائے build کیا جائے اور ایوان سے باہر وزیر اعظم صاحب نے اراکین سے رابطہ قائم رکھا۔ اس لئے اس سال کے اندر مطلوبہ دن پورے نہ ہو سکے۔

جناب والا! اس مرحلے پر یہ بھی عرض کروں گا کہ چونکہ یہ سال extra ordinary سال تھا اس لئے اس کے اندر اگر اس قسم کی کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس میں دانستہ accuse نہیں کیا جا سکتا کہ گورنمنٹ نے دیدہ دانستہ اس مسئلے پر کوئی کوتاہی کی ہے۔ اگر کسی طرف سے یہ بھی خیال فرمایا گیا کہ گورنمنٹ نے سہل انگاری سے کام لیا ہے تو جناب والا! یہ معزز ایوان خود اس بات کا حامل ہے اگر اجلاس منعقد نہ بھی کیا جائے تو یہ بھی جناب آرٹیکل نمبر ۶۱ کے تحت اس اجلاس کو منعقد کر سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جہاں حکومت کی، وزیر اعظم کی یا صدر مملکت کی ذمہ داری ہے یا صدر مملکت کی ایڈوائس پر وزیر اعظم ذمہ دار ہوتا ہے اگر یہ ذمہ داری ان کی ہے تو یہ ایوان بھی اس ذمہ داری سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ کبھی اور کہیں کسی رکن کو یا اس ایوان کے معزز رکن کو اس بات کا احساس ہو جائے کہ ایوان کو دیدہ و دانستہ نہیں بلایا جا رہا تو آرٹیکل نمبر ۶۱ کے تحت اس کو منعقد کیا جا سکتا تھا۔

میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ذمہ داری ہم سب پر عائد ہوتی

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ہے - لیکن میں کسی کو accuse نہیں کرتا کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس سال کے اندر دونوں ایوانوں کے معزز اراکین نے نہایت خلوص کے ساتھ نہایت محنت کے ساتھ اور قومی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے اس ہاؤس کو چلایا ہے جس کے نتائج اللہ کے فضل و کرم سے بہتر نکلے ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ہفتے کے اندر اندر توقع ہے کہ اس ملک سے جیسا کہ وزیراعظم صاحب نے وعدہ فرمایا تھا ۳۱ دسمبر تک مارشل لاء اٹھ جائے گا اور اگر یہ مرحلہ بخیر و خوبی طے ہو جائے تو پھر اس صورت میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ہی accuse نہیں کیا جا سکتا نہ حکومت کو اور نہ اس معزز ایوان کو، کہ انہوں نے کسی آئینی ضرورت کو پورا کرنے کی کوتاہی کی ہے۔

جناب والا! اس میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ بعض اطراف سے یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ چونکہ اجلاس ۲۰ مارچ کو شروع ہوا تھا یا ۲۱ مارچ کو شروع ہوا تھا اس لئے جو دن مطلوبہ پورے کرنے تھے وہ اس تاریخ تک کرنے چاہئیں تھے۔ اگر جناب والا! انٹرپریٹیشن کی جائے تو اس لحاظ سے پھر موشن ویسے ہی premature ہے۔ لیکن یہاں میں آپ کی خدمت میں ایک گزارش کر دوں تاکہ آپ بہتر طور پہ فیصلہ فرما سکیں کہ جناب پچھلے سالوں میں، میں نے ۷۵ء، ۷۶ء، ۷۷ء کا ریکارڈ دیکھا ہے، سال یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک ہی تصور کیا گیا ہے۔ اگر ماضی کے حوالہ جات کو دیکھا جائے تو پھر یہ سال ۳۱ دسمبر کو مکمل ہونا چاہیئے۔ اور اگر یہ انٹرپریٹیشن کی جائے کہ گریگورین کیلنڈر جیسے کہ معزز رکن نے اظہار فرمایا ہے کہ یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک ہو گا تو پھر جناب والا! کبھی کبھی یہ چیز ناممکن بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ possibility بھی ہو سکتی ہے کہ کبھی اسمبلی جس کا انتخاب ایسے مہینوں میں ہو مثال کے طور پہ نومبر یا اکتوبر کے مہینے میں ہوتا ہے تو Physically یہ ممکن نہیں ہوتا کہ اس کیلنڈر

year کے اندر جیسا کہ انٹرپریٹیشن یہاں کی گئی یہ دن پورے کئے جا سکیں۔ اس لحاظ سے آئین کے اندر impossibility کا تصور نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو پھر جناب، ہمیں اس بات کا بھی سوچنا ہوگا کہ کیا یہ جو آئین کی آرٹیکل ۵۴ ہے جس کو آرٹیکل ۵۱ کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو یہ ممکن بھی ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

جناب والا! اس ضمن میں احتیاط کے طور پر جب ماضی کو ہم نے دیکھا کہ ایسی مشکلات کو کیسے پورا کیا گیا تو اس سلسلے میں removal of difficulties کے آرڈر جاری کئے گئے۔

جناب والا! اب میں دو گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ ماضی میں ۳۱ دسمبر کو سال مکمل کیا جاتا رہا ہے باوجود اس کے کہ ماضی میں اسمبلیاں اور معزز ایوان نصف سال کے اندر معرض وجود میں آئے اور ظاہر ہے کہ اس وقت میں دنوں کی مطلوبہ تعداد پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اور اسی خیال سے کہ چونکہ ماضی میں ۳۱ دسمبر کو سال پورا ہوتا رہا ہے اور اس ایوان کی ماضی کی روایات کے مطابق بھی ایسا ہی ہوگا۔ جو مجبوریاں ابھی میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں ان میں ہماری خواہشات کا کوئی دخل نہیں تھا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ایوان کو آئین کے مطابق چلایا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آئین کی خلاف ورزی کہیں بھی نہ ہو اور کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ دیدہ و دانستہ آئین کی کسی شق کی خلاف ورزی کرے۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سال کے غیر معمولی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر کہیں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو وہ دیدہ و دانستہ نہیں کی جا سکتی اور جہاں کہیں دیدہ و دانستہ غلطی نہ کی جائے اس کو بریچ آف پریویلیج نہیں کہا جا سکتا۔ اگر ہوا ہو تو یہ معزز ایوان کمپیٹنٹ ہے اس کو کنڈون کرنے کا کیونکہ پریویلیج کا فیصلہ بہرطور

اس معزز ایوان نے کرنا ہے اگر بہ تسلیم ہو ابھی تو اسی معزز ایوان کی رائے سے اسے condone کیا جا سکتا ہے۔

یہ تمام جستہ جستہ گذارشات میں نے اس لئے عرض کی ہیں کہ مختلف حالات ہمارے سامنے تھے اور یہ بھی ابھی فیصلہ کن بات نہیں ہے کہ آیا ۳۱۔ دسمبر کو یا ۲۰۔ مارچ کو یہ سال مکمل ہو گا۔ جناب والا! آخر میں دو گذارشات کروں گا کہ اگر ماضی کی روایات کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر حضور والا! یہ سال ۳۱۔ دسمبر کو ختم ہوتا ہے اور اس میں دن پورے نہ کرنے کی وجوہات میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے جناب صدر مملکت نے آر سی او کے آرٹیکل ۲ کے تحت Removal of Difficulties آرڈر جاری کیا ہے اور اس میں ان مجبوریوں کی بنا پر یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو اسے بھی پڑھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

"Whereas a difficulty has a risen in giving effect to the provisions of Clause (2) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, as amended by the revival of Constitution Order 1973; Order 85; Now therefore, in exercise of the power conferred by Clause (1) of Article 5 of the aforesaid Order, the President is pleased to order that in respect of the year ending on the 31st of December '85, it shall not be necessary to give effect to the provisions of aforesaid Clause (2) of Article 54 as applied to the Senate by Article 61 of the Constitution."

جناب والا! اگر فیصلہ آپ کا دوسرا ہو تو اس صورت میں یہ ابھی pre-mature ہے اور جو موشن pre-mature ہو اس کو admissible قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اپنی گذارش ختم کرنے سے پہلے ایک بار پھر میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگلا سال جو بھی مقرر ہو گا اس میں آئین کے مطابق جو ورکنگ ڈیز ہیں ان کو ضرور

پورا کیا جائے گا اور اس ایوان کو آئندہ اس قسم کی کوئی مشکل درپیش نہیں ہو گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ، کوئی اور صاحب اس پر کچھ فرمانا چاہئیں گے۔

جناب وسیم سجاد صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad : Sir, I want to just make a submission on two points. The first was the submission by the Minister for Justice that there was at certain times an impossibility in the House functioning for the period mentioned in the Constitution because the elections themselves may be held at a later date in the calendar years. but to that Sir, the position is that if elections are held, let us say in December, then the period during which the previous Assembly functioned in that year, would also be counted for the purposes of counting the number of days during which the Assembly has to function and therefore, there is no impossibility on that account. As far as the Senate is concerned, Sir, Senate under the Constitution is a prepetual body. It is always in existence, a certain number of members retired previously and they used to retire after 2 years, now they will retire after three years but the Senate is always in existence under the Constitution and therefore, if somebody dissolve the Senate contrary to the provision of the Constitution, then of course of relevant authorities have to bear the consequences for it. So, I don't think there is any impossibility on that. Secondly is Sir, the relevance of the Removal of Difficulties Order. The Removal of Difficulties Order comes into operation, if there is genuine difficulty. there was no difficulty after the two Houses were brought into existence on 23rd of March 1985. the difficulty has been created because the powers under the Constitution were not properly exercised and therefore, at the end of the year, they say there is difficulty and I would say Sir, that the exercise of powers by the President in these circumstances is ultra-vires of the RCO and of the Constitution because this is creation of a difficulty and then saying we solve this difficulty, difficulty means an impossibility. If the Constitutional provisions can not be made operational for some reason or you can not function under the Constitution for some reason, then you exercise your powers under the Removal of Difficulties Order. You create the difficulty and then say, "Sir, I am removing the difficulty." This would be, as I said, contrary to Constitution itself.

جناب چیئرمین : شکریہ - جناب پروفیسر خورشید صاحب ،

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! دراصل یہ مسئلہ اس ایوان کے حقوق کا اور ملک میں پارلیمانی روایات کو ترقی دینے کا ہے - اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو سیدھے سیدھے ہمیں اسے غلطی مان لینا چاہیئے اور اس کو condone کرنے کا اگر کوئی راستہ نکلتا ہے تو وہ بھی نکال لیا جائے - لیکن میری رائے میں یہ بڑا غلط اور خطرناک راستہ ہے کہ ہم بری روایات قائم کریں، غلط استدلال پیش کریں اور ایسی کیفیت پیدا کر دیں جس کے نتیجے میں صحیح طور پر جمہوری روایات کی ترقی نہ ہو سکے - میں آپ کی توجہ سب سے پہلے اس دلیل کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ۹۰ دن کے معنی یہ بھی تھے کہ حکومت نے یا دستور کے تحت چونکہ صدر اس ایوان کو بلاتا اور prorogue کرتا ہے اگر نہیں بلایا تو ایوان خود اپنے آپ کو بلا لیتا - ریکوزیشن آف میٹنگ کے کچھ خاص حالات ہوتے ہیں - وہ کسی خاص کام کے لئے ہوتی ہے - اگر یہ دستور نے مہیا کیا ہے کہ ۹۰ دن ہونا چاہیئے تو اس کا معنی یہ ہے کہ دستور کا منشا یہ ہے کہ اس ایوان کو اتنے دن ضرور سیشن میں رہنا چاہیئے اور اگر یہ اتنے دن سیشن میں نہیں رہا تو اس کے بعد آپ یہ کہہ دیں کہ اراکین نے خود کیوں نہ ہاؤس کو بلا لیا تو دراصل یہ اس کا کوئی جواب نہیں ہے -

دوسری بات یہ کہی ہے کہ ہمارے پاس کوئی بزنس نہیں تھا - میرے خیال میں محترم وزیر عدل نے اس بات کو کہنے سے پہلے اچھی طرح غور نہیں کیا کہ دراصل جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کی implication کیا ہے - یہ ایوان محض چند قوانین پر مہر لگانے کے لئے نہیں ہے - اس کے functions میں دستور کا تحفظ اور ملک کی تمام پالیسیز کو گائیڈ کرنا شامل ہے - آپ کو یاد ہو گا کہ ایک مرتبہ ہم نے داخلی مسائل پر بحث کی تھی - اس ایوان کے اراکین نے ایک بار نہیں بار بار مطالبہ کیا کہ ہمیں تعلیمی پالیسی پر بحث کرنا ہے ہمیں فارن پالیسی پر بحث کرنا ہے ہمیں اس امر پر

بحث کرنا ہے کہ جو وعدے وقتاً فوقتاً حکومت کی طرف سے کئے جاتے ہیں وہ کہاں تک پورے کئے جا رہے ہیں۔ اس ایوان کے سامنے متعدد resolutions لائے گئے وہ ضائع ہوتے رہے۔ سینکڑوں questions آئے اور وہ سیشن نہ ہونے کی وجہ سے پوچھے نہیں جا سکے۔ تو یہ کہنا کہ ہمارے پاس کوئی بزنس نہیں تھا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی صحیح بات نہیں ہے۔ اگر بزنس نہیں تھا تو حقیقت یہ ہے کہ ایسی حکومت کو حکومت کرنے کا حق نہیں ہے جو ایوان کے سامنے ریاست کے معاملات کے بارے میں حکومت کے معاملات کے بارے چیزیں لانے کی اہل نہ ہو۔ یہ دونوں دلائل بڑے کمزور دلائل ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ کچھ حیثیتوں سے یہ سال غیر معمولی رہا ہے۔ لیکن اگر آپ نے ایک مرتبہ یہ دروازہ کھول دیا کہ چونکہ بہت سارا وقت کمیٹیوں میں صرف ہو گیا نجی گفتگو میں صرف ہوا، مشورے کرنے پڑے، تو گویا اس سب کو بھی آپ شامل کر لیں کہ ۹۰ دن کے اندر یا کم از کم ۹۰ دن پورے نہ ہونے کے لئے ایک جائز excuse مان لیں تو میرے خیال میں یہ بڑی غلط روایت ہو گی۔ اس لئے ہمیں کھلی کھلی بات کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ ایک violation ہوا ہے اب اس کا تدارک کیا ہو سکتا ہے فی الحقیقت ہمارے سامنے یہ نہیں ہے کہ ہم کسی کو punish کریں لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر اس ملک میں جمہوریت کو پروان چڑھنا ہے تو حکومت کو اور ان افراد کو جن کی ذمہ داری ہے کہ اس دستور کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، انہیں زیادہ محسوس ہونا پڑے گا۔ انہیں وقت سے پہلے سوچنا پڑے گا کہ کس طرح کام کیا جائے۔ انہیں سال کا پورا پروگرام بنانا پڑے گا۔ تب کہیں جا کر ان تقاضوں کو پورا کر سکیں گے۔ ورنہ اگر ہم day to day زندگی گزاریں گے تو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ اگر آج ایک technical difficulty پیدا ہوئی ہے تو کل دوسری difficulty پیدا ہو گی۔ میں اس مسئلہ پر کوئی

[Prof. Khurshid Ahmed]

بات نہیں کر رہا جس کا اظہار میرے محترم بھائی وسیم صاحب نے کر دیا ہے مجھے ان سے پورا پورا اتفاق ہے لیکن جو دلائل دئے گئے تھے میں چاہتا ہوں کہ ان پر بھی ذرا آپ غور فرمائیں اور کم از کم یہ بری روایت پیدا نہ ہونے دیں کہ کم از کم lame excuses کی بنیاد پر ایوان کو کال نہ کیا جائے اور اگر کسی بنا پر آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو اسے تسلیم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، قاضی لطیف صاحب،

قاضی عبداللطیف: جناب والا! ہمارے قابل احترام وزیر قانون صاحب نے جو توضیحات پیش کی ہیں انہوں نے من وعن یہ تسلیم کر لیا ہے کہ گویا، ہم سے کوتاہی ہوئی ہے یا تغافل ہوا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ کہا کہ اس جرم کے اندر سلطانی گواہ کی طرح یہ ایوان بھی شامل ہے گویا کہ جرم تو ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ ایوان بھی شریک ہے۔ تو یہ وزیر قانون صاحب ہی فرما سکتے ہیں ایک جرم کے جواز کے لئے دوسرے جرم کو اس کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

جہاں تک مواد کا تعلق ہے، اس بارے میں، میں عرض کروں گا آپ کے سامنے ریکارڈ موجود ہے کہ نظریاتی کونسل کے متعلق ہم نے ایک قرارداد پیش کر کے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ان کی کارروائی کو یہاں پیش کیا جائے بلکہ یہ خود ان کا اپنا فرض تھا کہ ان کی جتنی بھی کارروائی تھی اس کو ہمارے سامنے یہاں پیش کرتے اور اس پر بحث کی جاتی۔ اس طرح سے قومی اسمبلی سے بعض قوانین پاس ہو کر جب یہاں آتے تھے تو ان کے سلسلے میں بھی عذر پیش کیا جاتا تھا کہ وقت کی کمی اور تنگی کی وجہ سے، اس پر سردست زیادہ بحث یا ترمیمات نہ پیش کی جائیں۔ اس لئے یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ وقت کی تنگی قدرتی تھی یا خود ان کی پیدا کردہ تھی۔ بہرحال میرے نزدیک یہ جو وجہ انہوں نے بیان فرمائی ہے قابل توجہ نہیں ہے میں صرف اتنی گزارش ہی کرنا چاہتا تھا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : میں عرض کر دوں کہ ہم اس اسٹیج پر admissibility پر بات کر رہے ہیں تو وہ arguments جو پہلے پیش کئے گئے ہیں ان کو اگر دہرایا نہ جائے تو بہتر ہے کیونکہ ابھی کافی ایجنڈا ہمارے پاس موجود ہے۔ دو پرویلیج موشن ہیں۔ کچھ ایڈجرنمنٹ موشنز باقی ہیں۔ اب قاضی حسین احمد صاحب!

قاضی حسین احمد : بہتر جناب! جناب وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے پاس بزنس نہیں تھا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ سینٹ کی ذمہ داریاں لیجسلیشن کے علاوہ یہ بھی ہیں کہ سینٹ کے ممبران عُمّال حکومت کی نگرانی کریں اور عوام کی آواز کو حکومت تک سینٹ کے فلور کے ذریعے سے پہنچائیں۔ ان کے مسائل کو یہاں پیش کریں۔ یہ دونوں کام ایسے ہیں کہ کوئی وقت بھی ایسا نہیں تھا جب یہ موجود نہیں تھے، یہ دونوں کام ہر وقت موجود رہیں۔

جناب والا! جہاں تک لیجسلیشن کا تعلق ہے، اگر حکومت کے پاس کوئی لیجسلیشن نہیں تھی تو پرائیویٹ بلز تو موجود تھے جن کے بارے میں بار بار اصرار بھی ہوتا رہا کہ ان کو پیش کر دیا جائے۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ کام تو بہت تھا اور کام ہر وقت سینٹ یا پارلیمنٹ کے لئے موجود رہتا ہے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ ہمارے پاس کوئی بزنس نہیں تھا ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ پرائیویٹ بزنس تھا، سینٹ کے پاس بزنس تھا۔ اگر گورنمنٹ کے پاس بزنس نہیں تھا تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سینٹ کے پاس بزنس نہیں تھا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ سینٹ کے کام میں حکومت کے عُمّال کی نگرانی کرنا بھی ہے اس لئے سینٹ کا یہ حق ہے کہ کم از کم اتنے دنوں کے لئے in session ضرور رہے تاکہ وہ بطریق احسن اپنا فرض انجام دے سکے۔

دوسری بات جو میرے خیال میں نہایت ہی قابل افسوس ہے وہ یہ ہے آئینی طور پر جس طرح سے انہوں نے Removal of difficulties

[Qazi Hussain Ahmed]

کی پروویژن کو استعمال کیا ہے یہ بہت ہی بُری مثال ہے۔ اب ہم مارشل لاء کے دور سے نکل کر ایک جمہوری دور میں داخل ہو رہے ہیں وزیر قانون صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیئے اور اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اب وہ مارشل لاء کے وزیر قانون نہیں ہیں وہ ایک جمہوری حکومت کے وزیر قانون ہیں۔ دو چار روز باقی ہیں اس میں ان کو تیاری کرنی چاہیئے۔ اس کے مطابق ان کو اپنی تمام تر روش کو تبدیل کرنا چاہیئے۔ ایک دفعہ مارشل لاء کے بارے میں وزیر داخلہ نے یہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ کُنْ فَیَکُوْن ہے۔ یعنی مارشل لاء کی کُنْ فَیَکُوْن (یعنی کسی معاملے کے بارے میں حکم صادر ہو جائے کہ "ہو جا" تو اس طرح ہو جاتا ہے) والی طاقت ہمارے پاس نہیں ہو گی تو ہم مسائل کو کیسے حل کریں گے۔ اب یہ جو کُنْ فَیَکُوْن والی بات ہے یہ تین چار روز کے اندر ختم ہو رہی ہے اب حالات کا یہ تقاضا ہے کہ وہ رواروی میں قانون سازی کرنے کی روش کو ترک کر دیں اور آرڈیننس نافذ نہ کریں یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک مشکل ہوتی ہے اور پھر اس کو ہٹانے کے لئے صدر صاحب سے آرڈر حاصل کئے جاتے ہیں۔ اسطرح کا کام بہت ناگزیر حالات میں ہونا چاہیئے اور اس وقت اس پروویژن کو استعمال کرنے میں میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون نے استحقاق کو مجروح کیا ہے اس کا میں وزیر قانون کو ذمہ دار ٹھہراتا ہوں کہ سینٹ کا استحقاق انہوں نے مجروح کیا ہے۔ سینٹ کا ایک حق ہے اس کو مجروح کرنے کے لئے صدر صاحب سے آرڈر جاری کروا کر لے آئے ہیں کہ وہ خود اس ڈیفیکلٹی سے نکل جائیں، اسلئے میں عرض کروں گا کہ اس طرح سے یہ جو Removal of difficulty پروویژن ہے اس کو استعمال نہ کیا جائے کہ جب بھی کوئی ضرورت ہو تو صدر صاحب سے آرڈر لے لئے جائیں۔ مستقبل میں صدر صاحب کے احکامات کو اس روانی اور فراوانی کے ساتھ استعمال کرنے سے احتراز کیا جائے۔

جناب والا! انہوں نے خود کہا ہے کہ condone کرنے کا دوسرا

طریقہ موجود ہے اسے استعمال کیا جائے اگر سینٹ خود محسوس کرے کہ اس کا جو بریچ آف پریولیج ہوا ہے وہ اسے condone کرنی ہے تو ٹھیک ہے لیکن یہ جو صدارتی حکم سے کر آئے ہیں یہ مستقبل کے لئے ایک بری مثال قائم کرنے کے مترادف ہے۔ شکریہ۔

جناب چیرمین : شکریہ، جناب شاد محمد خان صاحب،

جناب شاد محمد خان : شکریہ، میں مختصراً عرض کرتے ہوئے صرف دو پوائنٹس کے بارے میں کہوں گا جو raise ہوئے ہیں کہ آیا یہ کیلنڈر ایئر ۳۱۔ دسمبر سے ختم ہوتا ہے یا نہیں۔ یا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ اس ایوان کی جو طبعی عمر ہے وہ ۲۰ مارچ سے شروع ہوتی ہے یا نہیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ایوان سے رائے لی جائے کہ اس ایوان کی جو طبعی عمر شروع ہوتی ہے وہ ۲۰ مارچ سے شروع کی جاتی اگر یہ کہا جائے تو اس میں کیا قباحت ہوگی اس طرح سے نہ Removal of difficulties کا سوال اٹھے گا اور نہ کوئی پرابلم پیدا ہوگا میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی طبعی عمر ۲۰ مارچ سے شروع کی جائے اور اس کیلنڈر ایئر کو چھوڑ دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیرمین : اٹارنی جنرل صاحب۔

جناب اقبال احمد خان : میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیرمین : ارشاد فرمائیے۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! مجھے افسوس کہ جس صاف دلی کے ساتھ سارے حقائق اس معزز ایوان کے سامنے پیش کئے گئے ان کو اس سپرٹ سے نہیں لیا گیا جس سے لینا چاہیئے تھا۔ میں نے شروع میں گذارش کی تھی کہ میری انٹرپریٹیشن کے مطابق ابھی سال مکمل نہیں ہوا ابھی pre-mature ہے۔ میں نے ماضی کے حوالے سے عرض کیا تھا کہ اگر اس معزز ایوان کی رائے میں یا آپ کی رولنگ کے مطابق ۳۱ دسمبر کو ہی سال ختم کرنا ہے تو میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ایسی صورت پیدا

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

کی جائے جس سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہو۔ ہم نے اس کو بھی آئینی طریقے سے حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن چونکہ اس مسئلہ کو دوسری سپرٹ سے لیا گیا اور نیتوں پر شک کیا گیا اس لئے جناب والا! مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس کی admissibility پر عرض کروں۔ اس سلسلے میں، میں detail کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی سال مکمل نہیں ہوا اور یہ ابھی pre-mature ہے اور اس قسم کی یہاں موشنیں پیش کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں کچھ اس قسم کی فضا پیدا کرنے کے مترادف ہے کہ cordiality سے اس ہاؤس کا جو کام چل رہا ہے اور ہم ہر کام جو اس معزز ایوان کے مشورے سے کرتے ہیں تو اس کام میں رخنہ اندازی پیدا ہو۔

جناب چیئرمین: ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں یہ باتیں ہوئی ہیں میں نے صاف دلی سے ان واقعات کے بارے میں، سارے اراکین کو، خاص طور پر ان معزز اراکین کو جنہوں نے ارشادات فرمائے ہیں، بتایا ہے، وہ خود بھی اس ایکسرسائز میں مصروف رہے ہیں تاکہ کسی اتفاق اور اتحاد کی ایسی فضا میں مارشل لاء کو ختم کیا جائے جو ملک کے لئے بہتر ہو۔ اس لئے نیتوں پر شک کرنا مناسب نہیں تھا۔ اس لئے جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل ۵۲ - ۵۴ - ۱۴ اور آرٹیکل ۲۶۲ میں گریگورین کیلنڈر کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن گریگورین کیلنڈر سے یہ مطلب نہیں ہے کہ جناب یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک سال چلتا ہے۔ گریگورین کیلنڈر رکھتا ہے کہ جب آپ سال کے دن گننا چاہئیں تو وہ دن ہوں گے ۳۶۵ دن اور کچھ گھنٹے اور کچھ منٹ اور کچھ سیکنڈ، جب

بھی کہیں یہ سوال پیدا ہوگا ۳۶۵ دن اور کچھ گھنٹے ہوں گے۔ کیونکہ اسلامی کیلنڈر کے مطابق سال ۳۶۰ دن کا ہوتا ہے۔

جناب والا! جب آپ آرٹیکل ۵۲ کو ملاحظہ فرمائیں گے تو اس میں دیا ہوا ہے کہ اس پارلیمنٹ کی زندگی کب شروع ہوگی پانچ سال کی زندگی پوری کرے گی اور جب پانچ سال کا ذکر ہوگا تو یہ تصور ہوگا کہ ہر سال کے ۳۶۵ دن ہوں گے اور یہ گریگورین کیلنڈر جس کی تشہیر یہاں کی گئی کہ یکم جنوری سے شروع ہوگا تو جناب والا یہ فیصلہ کون کرے گا کہ جو جنوری بیس مارچ کو معرض وجود میں آئی اس کا سال کہاں سے پورا ہوا اور جس جنوری کی زندگی بیس مارچ ۱۹۹۰ تک ہے جس کے دو مہینے پہلے انتخابات ہوئے ہیں تو پھر یہ ۵ سال کیسے پورے کریں گے۔ جناب والا! اس اسمبلی کی حقیقت میں زندگی ۵ سال ہے جو اس تاریخ سے شمار ہوگی جب یہ شروع ہوگی اور "ہر سال" کا لفظ آرٹیکل ۵۴ میں لکھا ہے۔ پانچ سال کے اندر "ہر سال" اس اسمبلی نے ۱۶۰ دن ورکنگ ڈیز کرنے ہیں اور پھر جناب والا! یہاں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ سینیٹ prepetual ادارہ ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ پیدا کب ہوا یہ پہلی دفعہ سینیٹ معرض وجود میں ۲۱- مارچ کو آئی ہے کسی نے ختم کر دی وہ ہو گئی، آئین معطل ہو گیا اس کا حساب علیحدہ لیجئے لیکن جہاں تک اس سینیٹ کا تعلق ہے یہ پہلی دفعہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۵ کو معرض وجود میں آئی ہے اور یہ اب prepetual رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے۔ اس لئے میری ناقص رائے میں یہ سال گریگورین کیلنڈر کے مطابق ۳۶۵ دن اور کچھ گھنٹوں کا ہوگا اور جہاں ہم آرٹیکل ۵۲ کو پڑھتے ہیں تو اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اس اسمبلی کی معیاد کتنے سال ہوگی اور آرٹیکل ۵۴ پر آتے ہیں تو لفظ ہے "ہر سال" کا ہے اس لئے جناب والا! ابھی تک تو یہ دن پورے ہی نہیں ہوئے اس لئے یہ کہنا کہ جناب

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

بریچ ہو گئی ہے یا حکومت کی نیت پر شک کرنا یہ درست نہیں ہے اور یہ موشن premature ہے اور اس کو رولڈ آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔ جب وہ سال مکمل ہو جائے گا اگر بریچ ہوئی ہوگی تو پھر ہم اس کے لئے جواب دہ ہوں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں بحث ہو گئی ہے۔ اٹارنی جنرل صاحب کو ٹیکنیکل نکات پر سن لیں پھر آگے بڑھیں گے۔

Mr. Attorney General: Thank you, Mr. Chairman. This question has been raised even in the National Assembly but besides that, I think, that we should all concetrate on the provisions of the Constitution. Apart from anything else, the question is about the functions of the Senate as a legislature and these functions are a responsibility of the Senate itself. Article 54 says, that the President may from time to time summon either House or both the Houses or Parliament in Joint sitting to meet at such time and place as he thinks fit and may also prorogue the same in another proviso to sub-Article 2 of Article 54, which says provided that the National Assembly shall meet for not less than one hundred and sixty working days in each year. Now reference to Article 54 is to be read alongwith Article 61. Article 61 says that the provisions of Clauses(2) to (7) of Article 53, Clauses(2) and (3) of Article 54 and Article 55 shall apply to the Senate as they apply to the National Assembly and, in their application to the Senate, shall have effect as if references therein to the National assembly, Speaker and Deputy Speaker were references, respectively, to the Senate. Chairman and Deputy Chairman etc. Now this means that Article 54 after being read with Article 61 would read somewhat like this that the Senate shall meet for not less than 90 working days in each year. Coming back to the definition of word 'year' in Article 262 what we find is this provision. For the purpose of the Constitution, periods of time (word is 'periods' of time) shall be reckoned according to the Gregorian calendar.

So, with due respect to all concerned, to all the members may I say this. Sir, that the 'periods of time' is to be co-related to the provisions of Article 54 and the proviso that says that provided that the Senate shall meet for not less than 90 working days in each year. Now 'periods of time' to be computed in each year would mean that the year

begins on 21st of March and would end on the 20th of March. Therefore, it is little premature for us to assume at this stage that any breach of privilege is occurred. Coming back to the provisions of Article 61 and reading it together with Article 54 may I draw your attention to sub-clause (3) of Article 54. It says on a requisition signed by not less than one-fourth of the total members of the Senate, the Chairman shall summon the Senate to meet at such time and place as he thinks fit, within fourteen days of the receipt of the requisition and when the Chairman has summoned the Senate only he may prorogue it. Now, this means that here was a function assigned to the members of the Senate to be discharged in accordance with the Constitution. The President acts under Article 54 on advice. It is not an act of discretion.

Now my submission is that in the circumstances which have been laid before this House, there is no deliberate and intentional default on the part of any individual in so far as summoning of this House is concerned, if there is any default in the functioning of the House, then the whole House is responsible. Because under clause (3) of Article 54, it was open to the members of this House to summon its session for the purpose of continuing the business. But if they have thought it proper not to do so, then to lay the blame on the shoulders of one man or two men is not in my respectful submission, an exact and appropriate thing, and, therefore, I would opt for a reasonable interpretation of Article 54 keeping the difficulties in mind and keeping the interpretation of Artical 262 in mind as I submitted earlier and then in view of the order which has been promulgated the vires of which cannot be gone into as far as this House is concerned. May I say this Sir, that it is a bit premature before 21st of March to go into this discussion.

Mr. Chairman: Thank you very much.

I think, before we decide whether there has been a breach of privilege either of the House as such or of any individual member, several aspects of the motion need to be carefully examined. Many of them have been commented upon by the honourable members starting with the honourable Minister for Justice and I would, in order to educate both myself as well as the House, go over some of those points once again.

[Mr. Chairman]

The motion contends (and this is broad translation of what Maulana Kausar Niazi Sahib said in Urdu) that under the Constitution, it is incumbent on the Senate to meet for 3 months of 90 days upto 31st December (the words used are 'up to 31st December') and that since the present Senate came into existence in the month of March, it was essential for it to remain in Session, on a *Pro rata* basis, for 71 days during the current year. Now, the first point to be examined in this connection is whether this contention which I have read out and which is the substance of the motion itself is borne out by the provisions of the Constitution. The relevant provisions bearing on this issue are contained, as was referred to by several members, in Article 54 (2) and Article 61. Taken together as the Attorney General attempted to do, these provisions in their application to the Senate will read and this is a reconstituted clause after merging the two and I quote, "there will be at least 3 Sessions of the Senate every year—note the words 'every year'—and not more than 120 days shall intervene between the last sitting of the Senate in one Session and the appointed for its sitting in the next Session." This is governed then by a proviso which reads, "provided that the Senate shall meet for not less than 90 working days in each year." Here, again, please note the word 'each'. Firstly, it says that there shall be 3 Sessions of the Senate every year and then in each year, the Senate should sit for 90 days. This is followed then by an explanation which says that the phrase "working days" includes any day on which there is a joint sitting in any period not exceeding two days for which the Senate is adjourned.

Now, these are the Constitutional provisions in so far they bear on this particular point. It would thus be observed that why the Constitution does require the Senate to hold 3 Sessions every year and to meet for atleast 90 working days in each year. Nowhere, does it refer to 31st December as the cut-off date for a year, as is stated in the Motion. The difficulty arises from the fact that and there I somewhat disagree from the honourable members both the Attorney General and the Minister for Justice—the Constitution does not define the word 'year' and the honourable member, Maulana Kausar Niazi Sahib, has assumed that the year referred to in Article 54, in Article 61 means the calendar year ending 31st December. This assumption, however, does not appear to be correct as in that case nothing would have been simpler for the framers of the Constitution than to say that the Senate

shall meet for a specified number of days in a calendar year or a proportion thereof in a part of a year. But it does not say so, nor can such a conclusion as I shall explain later, be inferred from other provisions of the Constitution.

The Constitution—and this is with regard to the second part of what is contended in the Motion—also does not contain any provision in a "split" year *i.e.* a year in which, as in 1985, the Senate has not been in existence for the entire span of 12 months or 365 days, associated in common perception with a full year, the Senate will meet for proportionately lesser number of days. There is no such provision in the Constitution.

Now, it can be argued that in such a situation as the present, this can be the only rational and logical interpretation of the Constitutional requirement *i.e.* splitting up the year on *pro rata* basis, reckoning or calculation the days also on a *pro rata* basis in proportion to the number of days for which the Senate has been in existence. In my opinion, however, in the absence of explicit provision to that effect the argument cannot be held valid as it presupposes, among other things that every day of the year and every period of time in a year can uniformally be utilized for transacting Senate business. It can will be imagined that a certain portion either in the beginning or in the middle or towards the end of a particular year is loaded with holidays. It may be that '*Ramzan*' occurs in a particular part of the year and the Senate cannot meet for number of days which ordinarily, it would be required to meet. So, I think, the assumption on which this *pro rata* distribution of the year is based that does not appear to be correct for the reason, as I mentioned, that it presupposes that the year can be uniformally utilized for transancting Government business which is not correct.

As I said earlier, the Constitution does not define the word 'year'. It does define a financial year, however, which means a year commencing on the first of July. If, in any way, calendar year was intended, I think, it could have been defined in that manner also. But it only provides in Article 262 that for the purposes of Constitution, periods as was pointed out significantly by the Attorney General, the word mentioned is in plural 'periods of time' shall be reckoned according to the Gregorian calendar. A period of time obviously, will have a beginning and an end but it is to be noted that the Constitution

[Mr. Chairman]

does not require that the beginning or the end of the period must coincide with the beginning or end of the Gregorian calendar or any sub-division thereof, and sub-division means weeks, months *etc*. All that it specifies is that the interval between the beginning and the end of a period should be reckoned, or in other words enumerated, computed or counted according to the Gregorian system (in which—as is mentioned by the honourable Minister for Justice—a year consists of 365.25 days (roughly divided over 12 months, of different durations) such a view will also be consistent with other provisions of the Constitution in which the word 'year' or its plural, years appear to denote a period of time. The 5–year tenure of office of the President, for example, under Article 41(7) or under Article 44 does not begin or end with the beginning or end of a calendar year but is to be counted from the date of the first meeting of the Majlis-i-Shoora in joint sitting summoned after the Elections to the Houses of the Majlis-i-Shoora or the day according to Article 44) that he enters upon his office. Similarly, the 5-year term of the National Assembly is counted (in case it has not been dissolved earlier) from the date of its first meeting and not from the beginning of the calendar year in which it meets, and what is sauce for the gander will have to be sauce for the goose. If we start referring to a year that it starts and ends with the calendar year, then everything must be taken in the same manner. The same is true of the term of office of the Chairman and Deputy Chairman which again under Article 60(2) is to be reckoned from the day they enter upon their respective offices.

Bearing in mind that the basic unit of computation in a calendar is the day, and a day in the Gregorian system is measured from mid-night to mid-night period of time whether it is a day or a month or a year should be computed according to this system and not, I think, as again as pointed out by the Minister for Justice, according to, say the *Hijra* Calendar or the *Hindu* Calendar which are also widely used in this Country. It does not say that a year, in whatever context is used, must begin and end with the Gregorian calendar year.

With all due deference to the previous rulings and whatever had gone before in 1973 or thereafter, I don't think we can follow that precedent in the light of what I have stated. In the light of this, rather a lengthy explanation we may now examine the provisions of Article 54(2) and Article 61. Under these Articles, as I mentioned earlier both

the National Assembly and the Senate are required to sit for 160 and 90 days respectively, in a minimum of three Sessions each year. Now, since the Houses can meet only when they have been constituted or are in existence, the period of time in which they have to hold the prescribed number of Sessions and meet for the specified number of days has to be related to the period of their own existence. This period, under the relevant provision of the Constitution, starts from the day of their first meeting, the National Assembly, completing the first year of its 5 years term on the 22nd March, 1986 and the Senate on the 21st March 1986. It is the period of one year of 365 days calculated in this manner in which the Constitution requires the two Houses to meet for the specified number of days. In other words, the period of a year referred to in Article 54(2) and Article 61 of the Constitution has to be a period which is co-extensive with each year of life of a House, both reckoned according to the Gregorian calender. Looked at in this manner, the requirement of the Constitution that the Senate shall meet for 90 days each year is required to be fulfilled in a period which is coterminous with the first full year life of the Senate, *i.e.*, I think, either by 20th or 21st of March, 1986 and not, in any case, by 31st December, or the end of the calendar year.

In this sense the contention, and this is another point for consideration, that the Senate will not be able to meet for the specified number of days within the period specified by the Constitution and will thereby fail to live upto its Constitutional obligation appears to be premature and speculative. A new situation here, I think, this is for the House to take note—may well arise if within the course of the year as now defined and I hope, you agree actually with its interpretation that is upto the 20th or 21st of March 1986, the Senate does not meet for the required number of days this would be a new situation—but that can be considered and dicided on merit if and when it arises.

Finally, there is another contention in the motion. It attributes the alleged failure of the Senate to meet for the prescribed number of days to Government indifference to the Constitutional requirements. I think, the Minister for Justice has made a very categorical reply to this contention that no member of the Government or for that matter member of this House can seriously think in terms of violation of the Constitution knowingly and deliberately. At this stage and without

[Mr. Chairman]

further evidence, I am in no position to express an opinion on this contention, but in this connection I would like to draw the attention of the House to Article 56 (3), to which a reference has been made by the Attorney General also, read with Article 61, which provides that on a requisition by one-fourth of the total membership of the Senate it becomes incumbent on the Chairman to summon a meeting of the Senate and the meeting thus summoned can also be prorogued only by the Chairman. The Government simply cannot interfere in that type of a summoning and that type of a meeting. The point is that if the honourable Members did feel that the Government was neglectful or remiss in the discharge of its functions there was nothing to prevent them from requisitioning meetings of the Senate.

In this sense, therefore, the House shares with the Government, on the principle of contributing negligence, part of whatever blame, if any, can be apportioned at this stage, and the House collectively and knowingly cannot be deemed to be capable of committing its own breach of privilege. In nut shell, according to my reading of the Constitution, the year in which the Senate or the Assembly has to meet for a specified number of days refers to the year of life of the two Houses, and that would be completed only on the 20th or 21st of March, 1986 and if, we are again not remiss about our respective obligations we have enough time to meet the Constitutional obligations. Already, I think, the Senate has met for 41 days. In the joint Session, it will be meeting for another four or five days and, in this manner, it would have completed 46 or 47 days and from now onward till the 20th or 21st of March, there is enough time to meet for the remaining number of days. So, for these reasons I think, the motion, unless Maulana Sahib wants to withdraw it, can be deemed to be out of order, being premature, speculative at this stage.

قاضی حسین احمد : جناب والا ! جو آپ نے آرڈر فرمایا ہے وہ کیا غیر ضروری ہے اس کے بارے میں ---- (مداخلت)

Mr. Chairman: Actually, if the House agrees that the year can be defined in the manner in which I have attempted to do that, then this is totally unnecessary. As a matter of fact, there is another point also,

apart from what Mr. Wasim Sajjad mentioned that the Senate's life of 90 days, was provided in the Constitution of 1973 as well, the Revival of the Constitution Order under which ~~to~~ the Government has resorted to Removal of difficulties has not touched that particular provision at all. There is some amendment made actually with regard to the number of days and that clause also appears in Article 61, but the basic substance of that clause is that the Senate, is any case, should meet for 90 days–that was there in the Constitution of 1973, that was there in 1977 and that's there today. So, the Revival of the Constitutional Order has not touched that provision at all. So, I don't think there was any difficulty to which a resort was really necessary, unless it was by way of abundant caution to this revival of the Constitutional Order.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! آپ کی فاضلانہ رولنگ کے آگے سر تسلیم خم ہے۔ مگر سوال اس صدارتی فرمان کے بارے میں پیدا ہوتا ہے اور جب تک صدر صاحب اس کو واپس نہیں لیں گے وہ بہرحال موجود رہے اور اب وہ ایوان کی متاع بن چکا ہے اور پریس میں بھی آئے گا۔

جناب چیئرمین : پریس میں ضرور آئے گا اگر انہوں نے پبلش کیا ہے۔ لیکن وہاں یہ بھی مطلب صرف اتنا ہے کہ جیسے وسیم سجاد صاحب نے کہا یہ اب کورٹس آف لا تک محدود ہوگا کہ وہ اس کو کیسے treat کرتی ہیں۔

If this is *ultra vires*, it is of no consequence so far as we are concerned, and if you agree that the year should be defined in the manner that I have done, than that was not necessary at all and no court would have held it that way.

جناب اقبال احمد خان : جیسے میں نے شروع میں یہ کہا تھا کہ ماضی کی روایات کے مطابق abundant caution کے طور پر یہ کیا گیا ہے ورنہ میری ذاتی رائے وہی ہے جو شروع میں میں نے عرض کی اور جب دوبارہ آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے وقت دیا تو میں نے عرض کیا کہ میری رائے یہی ہے۔ چونکہ اس خیال

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ہے کہ ماضی میں سینیٹ کی یہی روایات تھیں تو اس مشکل کو دور
کرنے کے لئے یہ گزارش کی گئی تھی لیکن اب آپ کی ایک واضح
رولنگ آگئی ہے کہ اس معزز ایوان کی یہ رائے ہے کہ

It will be upto 20th or 21st March whatever date may be..................

اور میں نے یہی گزارش کی تھی اگر اس تاریخ تک دن پورے نہ ہوں
تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا۔ اس میں کوئی ابہام نہیں۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, with your permission, I would try to just point out about that aspect. Your ruling has also placed the blame on the Senate itself

Mr. Chairman : No, no.

Mr. Ahmed Mian Soomro : In case of failure, we do not share ıe blame on that point, Sir.

Mr. Chairman : Actually, we share the blame all of us, collectively.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Senate should not have been blamed actually. How the Senate is to be blamed ?

Sir, under the relevant article if the Senate requisitions the Session, there must have some work for it, and under the rules, you know Sir, once in a week there would be a private day; the remaining days are to be meant for Government business. It is, therefore, the responsibility of the Government to call a session; we are not to just come here and meet and disperse to complete the days. Obviously, no Senate would requisition itself just to come and sit here and to go away. The business is to be supplied by the Government and unless Government comes forward with business, it is of no use to meet. Therefore,

the Senate cannot be blamed for not requisitioning the Session. If it is going to requisition the session for 20 days, if we are, for example, short by 20 days. We are not going to requisition the Senate just to come here and sit and waste public money. It is the Government to see that they have the business to complete the Constitutional period or let them way which I may say alright we give all those days to the Private Members to bring their business. If you, on the one hand, give the Members one day in a week, then you expect the Senate to summon itself just to come and sit here for one day of the week without any Government business. I think, that would be unnecessary blaming the Senate and unnecesary waste of public money. Therefore, it is primarily, in fact, I would say only the duty of the Government to see that it complies with this Constitutional provision about the number of days and not the Senate.

Mr. Chairman : Well I don't want to enter into a controversy on this subject. But I think, we share a part of that responsibility as the House collectively, and I will give you the reasons for that. Supposing the House were to ask for a requisition of the type that is contemplated by the Constitution itself 'No busincess'. The Members could ask questions; the Members could ask adjournment motions; the Members could ask privilege motions and then the blame would have been squarely on the Government that here the Senate is prepared to sit for 90 days which are contemplated in the Constitution itself, but the Government is not bringing any business and as was referred to by Qazi Hussain Ahmed and I think, by one or two other members including Prof. Khurshid and Kazi Abdul Latif, that there was enough business. You have to discuss actually the reports of the Council of Islamic Ideology and if you has asked actually after having requisitioned the Session that these documents should be discussed. I am sure, the Government would have been forced actually to bring business before the House. So, it is in that sense that I said that part of the responsibility is ours, if we did feel, that the Government would fail or would be remiss or neglectful in meeting the Constitutional requirement or obligation, then I think, the initiative should have been taken by one-fourth of all membership. At any rate, I think, this chapter is now closed. We move to the next privilege motion.

PRIVILEGE MOTION *RE* : INCORRECT INFORMATION GIVEN TO THE HOUSE BY THE MINISTER OF STATE FOR INTERIOR

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, I beg to move that the privilege of the House has been violated by the fact that the honourable Minister of State for Interior gave incorrect information to the House by stating that the student Muhammad Nawaz was shot down in exchange of fire which took place because of a clash between the students resulting from a procession led by a student party.

The above information is incorrect as is supported by the evidence enclosed viz.

(1) All press reports immediately following the incident show that no procession was taken out nor was there any exchange of fire between the rival student groups (reports from press trust newspaper '*Mashriq* and from *Takbeer*' of Karachi enclosed). The FIR and the medical report of postmortem do not mention death by shooting. Instead the said student was clubbed to death. Copies of the FIR and medical report of postmortem is enclosed.

In view of the above facts there is no doubt that an incorrect and prejudiced report was given to the House by the Ministery of Interior even if this was based upon the report given by the Provincial Government the fact remains that the House was given incorrect information which is a clear breach of privilege of the House. I, therefore, move that in view of this breach of privilege of the House, the House must take necessary action to redress the situation and prevent re-occurrence of similar violations in the future.

ایک تحریکِ التواء اسی مسئلے کے بارے میں ۱۲ تاریخ کو میں نے پیش کی تھی اور
اس میں ایوان کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کرائی تھی کہ دو طلباء کو لاہور میں
مارا گیا مسئلہ قیمتی جانوں کے ضائع ہونے کا تھا اور میرے پیشِ نظر یہ تھا کہ تعلیمی

ماحول کو violence سے پاک کیا جائے ایسی تدابیر پر غور کیا جائے تاکہ ہمارے طلبا یکسو ہو کر تعلیم پر توجہ دیں اور یہ فضا بدلے جس سے ہم پچھلے پندرہ سال سے دوچار ہیں۔ جناب وزیر موصوف نے جو بیان دیا اس کا ریکارڈ آپ دیکھیں۔ اس میں انہوں نے یہ بات کہی کہ۔

The students of Islamia College Civil Lines led by Islami Jamiat-e-Tulba went in the form of procession to Dial Singh College in order to have the college closed in protest against Hafiz Allah Ditta's death a few days earlier. As a result of firing between the students of Islami Jumiat-e-Tulba and Muslim Students Federation in Dial Singh College premises during the violent clashes with the students of Dial Singh College Muhammad Nawaz, a student of M.A. Enconomics died. The death occured purely due to inter students clashes and Police had no hand in it.

اس میں آپ یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ایوان کو یہ معلومات دی گئیں کہ ایک پروسیشن آیا تھا اسلامیہ کالج سے اور یہ دیال سنگھ کالج میں طلباء پر حملہ آور ہوا۔ اخبارات کی تمام رپورٹیں یہ بتاتی ہیں کہ کوئی پروسیشن نہیں نکلا بلاشبہ ایک clash ہوا لیکن پروسیشن کی کوئی خبر کسی مقام پر بھی نہیں آئی۔ یہاں پر یہ تاثر دیا گیا کہ ایک مخصوص گروپ اس کو لے کر آیا۔ اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں میں نے اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ جو مواد دیا ہے اس میں آپ دیکھیں گے کہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ حکومت کے سامنے یہ بات بھی آجائے کہ خود کالج کی اتھارٹیز پریشان تھیں اور وہ پندرہ تاریخ سے برابر حکومت کو متوجہ کر رہی تھیں کہ یہاں حالات خراب ہیں۔ کچھ کرو۔ لیکن پولیس بیٹھی رہی۔ انتظامیہ بیٹھی رہی اور اس نے کچھ نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ فائرنگ ہوئی اور ایک لڑکا فائرنگ سے مرا۔ جبکہ میں نے پوسٹ مارٹم رپورٹ اور ایف آئی آر دونوں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ اس میں یہ بات واضح ہے کہ اس کے جسم پر کسی فائر کا کوئی نشان نہیں تھا۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس کی موت لوہے کے ٹکڑے سے جو اُسے مارا گیا اور جسمانی تشدد سے جو اُس پر کیا گیا واقع ہوئی ہے ۔

جناب والا! یہ مسئلہ میری نگاہ میں اس پہلو سے بھی serious ہے کہ وہ ایک نوجوان تھا۔ اس کا تعلق خواہ کسی گروپ سے بھی ہو میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے لئے ضروری ہے کہ معاملات کی صحیح چھان بین کرے اور اس ایوان کو صحیح معلومات فراہم کرے۔ یہاں ہمارے سامنے بالکل واضح مثال ہے کہ غلط معلومات ہاؤس کو فراہم کی گئیں۔ یہ چیز حکومت کی سہل انگاری پر دلالت کرتی ہے اس لئے اس ایوان کو اس امر کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیئے۔ اس سے پہلے بھی یہ بات بار بار کہی گئی ہے اور یہ دونوں باتیں جن کی نشاندھی میں نے کی ہے یہاں غلط بیان کی گئی ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر یہ ایوان غور کرے اور آپ قواعد کے مطابق اس معاملہ میں ایک مثال قائم کریں تاکہ آئندہ اس ایوان کو ہمیشہ صحیح معلومات دی جائیں اور وزراء کو اور حکومت کی ایجنسیز کو معلوم ہو کہ جو کچھ انہوں نے فیڈ کر دیا وہ وہاں قبول نہیں کر لیا جائے گا بلکہ اس کی چھان بین کی جائے گی اور دیکھا جائے گا کہ وہ حقائق ہمارے سامنے لائے ہیں یا نہیں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب پاشا صاحب

Mr. Shah Muhammad Khuro (Minister of State for Interior) : Sir, there was no intention to mislead the Senate in this regard but there has been a misunderstanding. I had made a written stastement as read out and in the record of the Senate, there is a mistake of a full stop which has changed the meaning actually. I had never mentioned that Muhammad Nawaz died of firing.

Mr. Chairman : There is no mention in the record before me that Muhammad Nawaz died of firing. Professor Sahib would you like to throw some light on this particular question before Mr. Pasha goes into further elaboration.

Prof. Khurshid Ahmed : As a result of firing.

Mr. Chairman : But, as a result of firing between the students of Islami Jumiat-e-Tulba and Muslim Student Federation in Dial Singh College premises during the violent clashes with the students of Dial Singh College led by Muhammad Nawaz, a student of M.A. Economics died. The death occurred, and I thought this clarifies what confusion there is in the earlier sentence, purely due to inter students clashes. Now clashes can mean anything, it can be a fire, it can be a blunt instrument, it can be an *Hathora.*

پروفیسر خورشید احمد : یہ جملہ irrelevant ہے بلکہ ایوان کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ کہتے ہیں The Police had no hand in it. میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ As a result of firing between the students, a student died. فل سٹاپ آ رہا ہے died کے بعد۔ یہ ایک جملہ ہے۔ فائرنگ سبب ہے اور death اس کا result ہے

Mr. Chairman: Right Mr. Pasha.

Mr. Shah Muhammad Khuro : Sir, my statement was that the Students of Islamia College Civil Lines led by Islami Jumiat-e-Tulba went in the form of procession to Dial Singh College in order to have the College closed in protest against Hafiz Allah Ditta's death a few days earlier..............................*(Interruption)*.

Mr. Chairman: This appears on the record also and so far it is correct. I think Professor Sahib is not taking any exception to this further.

Mr. Shah Muhammad Khuro : Let me Sir, correct it here. It should be a comma but instead they have put a full stop, that has changed the meaning of that Sir. If you put a comma here and continue ; "as a result of firing between the students of Islami Jumiat-e-Tulba and Muslim Student Federation in Dial Singh College premises". (here put a full stop). Now a fresh sentence starts Sir. "During the violent clashes a student of M.A. Economic Muhammad Nawaz died. The death occurred purely due to inter students clashes and Police had no hand in it. And the report from Government of Punjab follows as under Sir ;

> "Muhammad Nawaz Khan and Bilal Hussain caught hold of each other and Iftikhar Chaudhry struck

[Mr. Shah Muhammad Pasha Khuro]

Muhammad Nawaz on his head who fell down and other students began to jump over him. As a result of this violence that the students were jumping over him, he died because of that and not because of firing. I think this is very clear Sir.

Mr. Chairman: You would like to say anything on this, Prof. Khurshid Sahib?

پروفیسر خورشید احمد : میرا جو اعتراض تھا وہ اس رپورٹ پر تھا۔ جو وزیر موصوف نے اس ایوان میں پیش کی تھی پولیس کی جو رپورٹ ہے وہ ایف آئی آر اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق ہے لیکن جو بیان انہوں نے یہاں دیا وہ اس سے مختلف تھا۔ میں نے اس وقت بھی ان کو چیلنج کیا تھا لیکن انہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا تھا۔ اسی بنا پر مجھے investigate کرنا پڑا۔ تمام کاغذات منگوانے پڑے۔ میں نے اس وقت بھی یہ بات ایوان میں کہی تھی کہ فائرنگ نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی یہ موت فائرنگ سے واقع ہوئی ہے لیکن اس وقت میری بات کو تسلیم نہیں کیا گیا اور اپنے بیان پر ہی وزیر صاحب نے stick کیا تھا۔ باقی جو انہوں نے اپنے بیان میں گرامیٹیکل تبدیلیاں کی ہیں، ان کو آپ خود دیکھ لیجئے کہ اس میں نہ انگریزی باقی رہتی ہے اور نہ ہی مفہوم باقی رہتا ہے۔ اس لئے برائے مہربانی اپنی غلطی کا اعتراف کریں کہ میں نے غلط بات کہی ہے اور آئندہ نہیں کہوں گا۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں، اس کے دو aspects ہیں۔

One is actually what Professor Sahib is saying purely on the technical side. Whether this is admissible or not is a separate matter but the other point which Prof. Sahib is making and he has, I recall, made repeatedly that in receiving reports from the Provincial Government, we may not accept them blind folded. We should go into rationale of that. We should look in to that whether they make on the surface sense or not and we should accept or reject those reports accordingly. The other aspect is; and I think if assurance to that extent can be given

to the honourable member ,he would be satisfied. The other aspect is totally technical: whether a motion of this type does amount to breach of privilege and this is what the honourable Minister stated that that was not done deliberately, that was not done with any evil intention. But may be that there was a slip. They did not inquire into whatever report they had........*(Interruption)*.

Prof. Khurshid Ahmed : Sir, evil intention, I have not attributed. Sir, I have only said that wrong information has been given.

Mr. Chairman: But that does not constitute a breach of privilege unless it is done delibrately to mislead the House, it would not amount to a breach of privilege.

وزیر صاحب آپ ان کو یہ یقین دہانی کرادیں کہ آئندہ احتیاط برتیں گے اور خیال رکھیں گے۔

Mr. Shah Muhammad Pasha Khuro : Yes Sir, I assure the House that we will always give them correct information.

Mr. Chairman: Thank you. So the motion I think, is not pressed.

پروفیسر خورشید احمد : جی ہاں ۔

جناب چیئرمین : اگلی موشن نمبر ۸۳۔ خواجہ کمال الدین انور کی ہے۔

PRIVILEGE MOTION *RE* : REFUSAL OF A PROVINCIAL EMPLOYEE TO ACCOMMODATE A SENATOR IN CHAMBA HOUSE LAHORE

خواجہ کمال الدین انور : میں انتہائی اور فوری نوعیت کے مسئلہ پر تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں میں کل چنبہ ہاؤس فیڈرل لاج لاہور ٹھہرنے کے لئے پہنچا اور استقبالیہ سے کمرہ حاصل کرنے کے لئے رجوع کیا تو متعلقہ افسر نے کمرہ دینے سے انکار کردیا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ فیڈرل لاج میں ان افراد کو کمرے الاٹ کئے گئے ہیں جن کا

[Khawaja Kamal-ud-Din Anwar]

استحقاق نہیں بنتا۔ اس طرح سینٹ کے ارکان جو کہ اپنے گھروں سے چل کر عوام کے مسائل کے حل کے لئے لاہور پہنچتے ہیں انہیں رہائش کی سہولت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس واقعہ سے میرا اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میری اس تحریک پر بحث کی جائے اور اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین : آپ کوئی وضاحت کرنا چاہیں گے؟

خواجہ کمال الدین انور : جناب والا! یہ کوئی پہلی دفعہ ایسا واقعہ نہیں ہوا ہے اس سے پہلے بھی ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے اور وہاں ایسے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں جن کا پروٹوکول نہیں بنتا۔ ایسے لوگ مستقل بنیادوں پر وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ لاہور، سینٹ کی کسی کارروائی کے سلسلے میں گئے تھے؟

خواجہ کمال الدین انور : نہیں جناب! میں لاہور عوامی کاموں کے سلسلے میں گیا تھا۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں In that case it seconds it. یعنی آپ کا پرویلیج تبھی مجروح ہوتا جب آپ بحیثیت ممبر آف سینٹ کسی کارروائی کے سلسلے میں لاہور گئے ہوتے اس صورت میں ممکن ہے کہ آپ کا استحقاق بنتا۔ اگر آپ کسی اور کام کے سلسلے میں لاہور تشریف لے گئے ہیں تو۔۔۔۔ (مداخلت)

خواجہ کمال الدین انور : جناب والا!......

جناب چیئرمین : پلیز listen جہاں تک لاج کی پرمشن اور ان کی الوکیشن کا تعلق ہے قواعد اس کے لئے موجود ہیں۔ پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ

The members of the Senate do not enjoy any right over and above the rights of an ordinary individual unless those rights have been

enshrined either in the Constitution or in any Law or in any Parliamentary practice etc. By virtue of the fact that we are members of the Senate we can not claim that the rights of the ordinary citizens should be ignored and our right in a private matter which has nothing to do with the affairs of the Senate should have priority. So, I am afraid, I will have to rule it out of order.

خواجہ کمال الدین انور : جناب! وہاں ایسے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں جن کا حق نہیں بنتا۔

Mr. Chairman: That is a different point, for that you can ask a question, you can bring it to the notice of the people incharge of the Federal Lodge or those who issue permits etc. But it is not a question of privilege for this House to be considered.

مولانا سمیع الحق : جناب صرف اتنی گذارش ہے کہ آپ اس کی وضاحت فرما دیں کہ یہ جو لاجز میں ٹھہرنے کا استحقاق ہے یہ صرف اس صورت میں میسر ہے کہ ہم کسی سینٹ کی کارروائی کے سلسلے میں کہیں جائیں یا کسی کام کے لئے بھی جائیں تو یہ سہولت حاصل ہو گی۔

جناب چیئرمین : نہیں ہر صورت میں نہیں۔

مولانا سمیع الحق : استحقاق تو صرف اس صورت میں نہیں ہے کہ سینٹ یا قومی اسمبلی کے کام کے سلسلے میں جائیں بلکہ دیگر کام کے لئے بھی ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں سینٹ کی کارروائی کے ماسوا، آپ کی جو بھی activities ہیں وہ پرائیویٹ capacity میں آتی ہیں۔ اس کے ساتھ سینٹ کے رکن ہونے کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق : ممبر کا استحقاق ہے جی۔

جناب چیئرمین : میں ممبر کے استحقاق کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ذوالفقار علی چشتی : کیا ہم لاہور آتی دفعہ یا جاتی دفعہ، وہاں

ٹھہر نہیں سکتے ۔ ہمیں یہ حق کیا نہیں پہنچتا کہ ہم اس ہاؤس میں ٹھہریں ۔ آپ نے یہ پریولیج نہیں دیا کہ لمبے سفر کے دوران راستے میں لاجز میں ٹھہر سکیں ۔

جناب چیئرمین : کوئی پریویلیج نہیں دیا ہوا ہے ۔

Like any ordinary citizen, any respectable citizen of this country there is a particular course, there is a particular rule provided for occupation of those houses and as long as you follow those well and good....*(interruption)*

خواجہ کمال الدین انور : جناب اس طرح سے تو ہمارا استحقاق بنتا ہے کہ جب آپ اجلاس بلاتے ہیں اور ہم راستے میں ٹھہر جاتے ہیں اس طرح سے ہمارا پریویلیج بنتا ہے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس ایک معزز رکن کو گوادر سے پنجگور کی ملیان تک راستے میں بیس جگہوں پر استحقاق استعمال کرنا پڑے گا ۔ which is not correct

یہاں پہنچنے تک ایک گھنٹے کا ہوائی سفر ہے تو پھر کہاں سے استحقاق بنتا ہے کہ مجھے وہاں ٹھہرنا ہے ۔ lodge occupy نا ہے ۔ اب ہم ایڈجرنمنٹ موشن کو لیتے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد !......

قاضی حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا ! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ یہ جو تحریک التواء ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسا اہم مسئلہ جو کہ بالکل تازہ ہو اور ایوان کی توجہ کا مستحق ہو جس کی وجہ سے ملک میں ایک سنجیدہ صورتِ حال اور بحران پیدا ہو رہا ہو، اس پر ایوان میں بحث کی جائے ۔ یہاں پر جو طریقہ اس وقت چل رہا ہے اس کے مطابق آپ ان تحریکوں کو لیں گے جن کا وقت گزر چکا ہے یعنی جو واقعات ۱۵/۲۰ روز پہلے رونما ہو چکے ہیں ۔ ان کی نسبت میرے خیال میں جو آج کا واقعہ ہے وہ زیادہ اہم ہے

اور زیادہ اس قابل ہے کہ ہم اس پر بحث کریں۔ میں مثال کے طور پر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے آج ایک تحریکِ التواء کا نوٹس لے لیا ہے۔

آج ملک میں ایک صورت حال ہے۔ ملک بھر میں سیاسی گرفتاریاں کی گئی ہیں مارشل لاء اٹھ رہا ہے چار پانچ دن پہلے، بڑے پیمانے پر گرفتاریاں کر کے نئی صورتِ حال کا سامنا کرنا ایک انتہائی غلط طریقہ ہے۔ میری رائے میں اس پر ایوان کو سوچنا چاہیئے کہ پبلک میں جو سیاسی مسئلہ ہے اس کو سیاسی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کریں۔ بیوروکریسی کے ذریعے سے، پولیس کے ذریعے سے قوت کے استعمال کے ذریعے سے ایک سیاسی مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس سے ہم ایک نئے بحران سے دوچار ہو جائیں گے اسی لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میری جو تحریک التواء ہے اس کی ترجیح بنتی ہے اس بنیاد پر کہ یہ آج کا مسئلہ ہے اور انتہائی اہم اور ضروری ہے اور ہم سیاسی مسئلے کو قوت کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کر کے بہت بری مثال قائم کریں گے اور ملک ایک بحران سے بھی دوچار ہو جائے گا۔ اس لئے آپ اسکو اولیت دیں کیونکہ وہ پرانی تحاریک التواء جس ترتیب سے چل رہی ہیں اگر اس ترتیب سے آپ لیں گے تو ہم بیس دن پہلے کی تحریکِ التواء تو لیں گے لیکن آج کا جو تازہ مسئلہ ہے اس کو ہم نظر انداز کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ، لیکن یہی چیز میں نے بہت دن پہلے شروع میں عرض کی تھی اس وقت آپ صاحبان کو یہ قابل قبول نہیں تھی۔ آپ صاحبان نے مجھے یاد پڑتا ہے یہی ہدایت کی تھی کہ جو رولز میں دیا گیا ہے ایک خاص آرڈر میں ان التواء کی تحاریک کو لیا جائے۔ یہ جو تحریک ہے اب اس کا بھی موازنہ آپ کریں اور میں پھر انصاف کا تقاضا آپ ہی سے چاہوں گا کہ کیا ہے کہ یہ جو موشن ہے

[Mr. Chairman]

It deals with the Islamization جو پروفیسر خورشید صاحب کے نام پر ہے of laws. وہ زیادہ اہم مسئلہ ہے۔ جو یہ ایک مسئلہ ہے جو غالباً ابھی وزیر داخلہ صاحب فرمائیں گے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے اس پر بحث ضرور ہو جائے گی لیکن نتیجہ اس کا کیا ہو گا۔ میرے خیال میں وہ جو آپ کا اسلامائزیشن کا قصہ ہے جس کے لئے ایک پرائیویٹ ممبرز بل آیا ہے جس کے لئے آج غالباً وزیر انصاف صاحب آئینی ترمیمی بل لائیں گے وہ بہت ضروری ہے اس پر بحث کی جائے۔ سب معاملوں پر جتنے بھی ضروری ہیں، ایک وقت میں بحث نہیں کی جا سکتی یہ بھی میں آپ کو تسلی دیتا ہوں کہ جو بالکل ہی ایسی تحاریک ہیں جو پیپرز میں مسترد ہو سکتی ہیں ---- میں ان کو ہاؤس کے سامنے لاتا ہی نہیں ہوں لیکن جو اس ہاؤس میں پہنچتی ہیں تو اس میں مجھے یہ نظر آتا ہے کہ یہ بحث کے قابل ہیں کم از کم اس حد تک کہ محرک اس کے اوپر اپنا کچھ اظہار خیال کرے اور جو وزیر متعلقہ ہیں وہ اس کا جواب دیں اس حد تک یعنی وہ اس قابل ہیں تو ہر ایک اس پر اظہار خیال کرے اگر ایک دفعہ ہم نے رولز کو چھوڑ دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ جو نصف گھنٹہ تحاریک التواء کے لئے ہے وہ اسی پر ضائع ہو گا کہ قاضی حسین احمد صاحب فرمائیں گے میری تحریک سب سے اہم ہے اور مولانا سمیع الحق صاحب آپ کے پیچھے ہی بیٹھے ہوئے ہیں وہ کہیں گے کہ نہیں میری سب سے اہم ہے اگر یہ معاملہ اس طریقے پر چلے گا تو رول میرے خیال میں ایسا نہیں ہے کہ وہ اس آرڈر میں لی جائیں۔

قاضی حسین احمد : میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی بات صحیح ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو پہلے سے تحاریک التواء آپ کے پاس موجود ہیں ان کو بالکل ہی ختم کر دیا جائے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب اتنا اہم مسئلہ ایک بالکل نیا مسئلہ سامنے آ گیا ہے تو اس کو اگر آپ اس آرڈر میں لیں گے تو اس کی وجہ سے ہم اپنا فرض پورا نہیں کریں گے۔ یہ آج کا

مسئلہ ہے اور انتہائی اہم ہے اور اس کو میرا خیال ہے کہ وزیر داخلہ صاحب بھی صوبائی معاملہ اس لئے نہیں کہہ سکیں گے کہ وہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اور پورے ملک میں ایک خاص طریقے سے تیاریاں کی جا رہی ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ تیاریاں ایک غلط رخ میں چل رہی ہیں اور اس طریقے سے ہم ایک غلط مثال بھی قائم کریں گے اور غلط جگہ پر پہنچ جائیں گے۔ جمہوریت کی بجائے کسی اور جگہ پہنچ جائیں گے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ اہم ہے اور اسلامائزیشن کی آپ نے بات کی ہے وہ ہمارا مستقل مسئلہ ہے اور اس کی اہمیت کو میں کم نہیں سمجھتا وہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو سامنے لائے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں جس طریقے سے ہم نے ابھی تک کارروائی کی ہے اسی کے مطابق چلیں ۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب کی جو تحریک التواء ہے یہ بھی کافی عرصے سے پینڈنگ ہے وہ اگر پیش نہیں کرنا چاہتے تو ہم دوسری لے سکتے ہیں لیکن معاملہ صرف اتنا ہے کہ پروفیسر خورشید صاحب کیا فرماتے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : میں تو جناب ضرور پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التواء تقریباً دو مہینے سے گردش کر رہی ہے اور ابھی تک ہم اس پر گفتگو نہیں کر سکے ۔

جناب چیئرمین : اگر آج بھی اس کو ملتوی کرتے ہیں تو پھر وہ کس وقت ڈسکس ہوگی۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! وزیر خزانہ بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب جہاں تک رولز کا تعلق ہے یہ میں نے پوچھا کہ یہ تحریک التواء ہمیں آپ کی پہنچی بھی ہے یا نہیں ہے۔ رولز کے مطابق اور یہ رول ہے کہ

Notice of a motion under **Rule** 69, explaining the matter proposed to be discussed shall be delivered to the Secretary in quadruplicate not less than two hours before the commencement of the

[Mr. Chairman]

sitting in which the motion is proposed to be moved and the Secretary shall thereupon bring the notice to the knowledge of the Chairman, the Leader of the House, the Minister concerned and the Minister for Law and Parliamentary Affairs.

یہاں پر ہمارے دفتر میں وہ فرماتے ہیں کہ نصف گھنٹہ پہلے یہ تحریک التواء پہنچی ہے اور اس کو وہ ابھی تک نہ سرکولیٹ کر سکے ہیں اور کاپی بھی ایک دی ہے جبکہ quadruplicate دینی تھی۔

قاضی حسین احمد: جناب میں نے اس کی چار کاپیاں تین بجے بھیجی ہیں اور انہوں نے وصول کی ہیں۔

جناب چیئرمین: یہاں پر تو یہ کہتے ہیں آدھا گھنٹہ پہلے ملی ہے۔

قاضی حسین احمد: نہیں جناب! میں نے چار کاپیاں بھیجی ہیں اور تین گھنٹے پہلے بھیجی ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو ہم دیکھ لیں گے لیکن میرے خیال میں جس آرڈر میں درج ہیں فی الحال ان کو لے لیتے ہیں اور اس کے لئے چار مہینے سے وہ سمجھتے ہیں کہ ایک انحراف ہوا ہے۔

قاضی حسین احمد: وہ اپنا حق مجھے دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین: اس صورت میں اس کے بعد بھی ایک ہے صرف آپ کا نہیں ہے اس کے بعد بھی کوئی آئے گا۔ اور اس میں بھی سوال یہ ہے کہ جب تک سرکولیٹ نہ ہو۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین صاحب! آپ کے پاس یہ اختیار موجود ہے کہ جس مسئلے کو آپ اہمیت دیتے ہیں اس کو پہلے لے سکتے ہیں اور میں نے اس کی دلیل آپ کے سامنے پیش کی ہے کہ اس کو پہلے لیا جائے میں نے آپ کو دلیل دی ہے کہ یہ آج کا مسئلہ ہے اور ہم غلط رخ پر جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آج کا مسئلہ تو اگر وقت پر یہ نوٹس آ جائے۔۔۔۔ (مداخلت)

قاضی حسین احمد : جناب وقت پر نوٹس دیا ہے۔ اب اس کے بعد ہم ان سے وقت بھی لکھوا لیا کریں گے۔

جناب چیئرمین : وہ سب سے ضروری ہے۔ ٹائم ضرور لکھوا لیا کریں۔

قاضی حسین احمد : انہوں نے مجھے دستخط کرکے دیا ہے لیکن اس پر ٹائم انہوں نے نہیں لکھا۔ ان کو کہنا چاہیئے تھا کہ یہ ان ٹائم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : رجسٹر میں لکھا ہو گا۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! انہوں نے ۲۳ تاریخ کو وصول کیا ہے۔ اس پر وصول کیا گیا ہے۔ آج وصول کیا لیکن وقت نہیں لکھا اور یہ بھی نہیں کہا کہ یہ وقت کے بعد ہے۔ ان ٹائم نہیں ہے یہ بھی نہیں کہا۔

Mr. Chairman: Then what would be the advice of the House, how do we proceed about this adjournment motion. Minister concerned مگر پچھلے not on this particular motion to which Qazi Sahib is referring but generally....................*(Interruption)*.

جناب محمد اسلم خان خٹک : جناب والا! جو بیان انہوں نے فرمایا ہے اس کے متعلق ضروری ہے کہ میں صوبائی حکومت سے انکوائری کروں کہ کیا وجوہات تھیں۔ کن وجوہات کی بناء پر یہ اقدامات کئے گئے ہیں۔ جناب والا! اس کے لئے مجھے وقت کی ضرورت ہو گی۔

Mr. Chairman: Right, so as 19 is deferred again.

پروفیسر خورشید احمد : جناب اس کا حشر کیا ہو گا۔ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔ پہلے بھی ہم نے اسے اس لئے ڈیفر کیا تھا کہ وہ موجود نہیں تھے اگر فرض کیجئے ہاؤس prorogue ہو جاتا ہے تو آپ کہہ دیں گے کہ یہ تازہ نہیں رہا۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں یہ تو تازہ رہے گا۔

I don't think it will lapse.

Mr. Hasan A. Shaikh: If the House is prorogued.

Mr. Chairman: It lapses if the House is prorogued.

پروفیسر خورشید احمد : اس لئے میرے لئے آج تو آخری موقع ہے

Mr. Chairman: Then, I think the other alternative is and this is again for the House that you ask for leave and if 1/4 of the membership support you in that case it could not lapse then it would have been admitted. I consider it in order. It is only a question whether the House permits you to move it.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! پہلے میں آپ کو قرارداد پڑھ کر سناتا ہوں۔

I beg to move that the business of the House be adjourned to consider a specific event of urgent national importance that the State Bank of Pakistan in a letter dated 24th August, 1985 DCD circular No. 13/60026-85 has advised all banks/DFIs to invest their PLS deposits in Government Securities including Treasury Bills. This instruction of the State Bank of Pakistan has caused grave uncertainty about the legitimacy of the entire scheme of Profit and Loss Sharing to which the banking system is reported to have been switched over from 1st July, 1985. The House may, therefore, be adjourned to discuss this issue.

جناب والا! میں صرف اس کی admissibility پر آپ کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: I consider it to be in order. For the simple reason that at the time when it was first filed an event of recent occurrence of public importance, namely, the issue of a letter by the State Bank reversing or interrupting a previously considered and publicly announced course of action or policy with regard to Islamization. So, from that point of view, I considered it in order. It is only a question of whether the House permits you to move?

Mr. Ahmed Mian Soomro: On a point of order, Sir, since you have held it in order, I think, the immediate step is to put it in the House and if permission is granted then this would be discussed by every body.

Mr. Chairman: This is exactly, what I am doing.

The question before the House is whether the member has the leave of the Senate to move the motion?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: So, it is admitted. We would fix separately a day for its discussion.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Not support the .....*(Interruption)*.

Mr. Chairman: Not support the motion but the House grants the leave to discuss the motion exactly. This is the position.

Prof. Khurshid Ahmed : Thank you for correction.

Mr. Chairman: So, having admitted one motion I think, the rest automatically stand adjourned, or deferred, or lapsed rather if the House is prorogued.

Mr. Ahmed Mian Soomro: For the future, I may just make a request that sometimes as Qazi Sahib, today pointed out, if some motions are brought on a day where they are probably of very urgent importance and need the immediate attention of the House as compared to those which have probably been given 15 days earlier. In that case if you deem it proper Sir, you can put it to the House, and the House if so desires, those motions which although given afterward but are of urgent, more urgent importance, to be discussed on that day, then that particular motion because he says the motion, after some days, may be out of context.

Mr. Chairman: Right.

Mr. Ahmed Mian Soomro: So, for the future......*(Interruption)*

Mr. Chairman: So, the point is well taken and right now I am in the process of revising the rules which have been recommended by the Special Committee or the Select Committee which was appointed earlier for that purpose. This is one of the points which, I am trying to

[Mr. Chairman]

incorporate in that. But that, of course, would depend ultimately on the House to approve it or not but I myself have noted that that is one of the requirements which the existing rules do not cater for. So, this would be, *Insha Allah*, included if the House agreed.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, those are not most important matters of this House.

Mr. Chairman: Exactly. This is also one of the pending business which.... *(Interruptions)*.

Mr. Chairman: So, we come to item No. 3 — Mr. Iqbal Ahmad Khan.

جناب اقبال احمد خان : جناب چیئرمین! بیشتر اس کے کہ میں یہ بل انٹروڈیوس کروں کیونکہ میں بل انٹروڈیوس کر رہا ہوں اگر اجازت ہو تو کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں دونوں طرح ٹھیک ہے۔

جناب اقبال احمد خان : نہیں، میں اس بل پر کچھ گزارش نہیں کر رہا اس بل کی reason کہ Why is this being introduced? بلکہ اس بل پر جب ڈسکشن شروع ہوگی تو گزارش کروں گا۔

جناب والا! آٹھویں ترمیمی بل کے وقت کچھ معزز سینیٹر احباب کی خواہش کے مطابق جناب وزیر اعظم صاحب نے ان سے یہ وعدہ فرمایا تھا اگلی سیشن میں نواں ترمیمی بل جس کا تعلق شریعت کی بالادستی سے ہے۔ انٹروڈیوس کر دیا جائے گا اس وعدے کے مطابق میں آج یہ بل پیش کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں انہی سینیٹر دوستوں کی خواہش کے مطابق اس امر کی ضرورت ہے کہ تمام آئین کو scrutinise کیا جائے۔ کیونکہ آئین کی کئی پروویژنز کے متعلق یہ ابہام پایا جاتا ہے کہ شاید اس کی ڈرافٹنگ ٹھیک نہیں ہے یا یہ کہ اس آئین کے اندر کچھ مزید تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس وعدے کے مطابق

جناب وزیر اعظم صاحب نے اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی مقرر کرنے کا بھی وعدہ فرمایا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے اراکین کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں، آج یا کل definitely پرائم منسٹر صاحب اس کمیٹی کے بارے میں اناؤنس کر دیں گے۔ آج اسی وعدے کے مطابق یہ بل پیش کیا جا رہا ہے یہ گزارش میں نے اس لئے کی کیونکہ کمیٹی کی بات ہوئی تھی، اور مجھے آج ہی پرائم منسٹر صاحب کا message ملا ہے اور کل تو آج رات ہی کو یا کل صبح definitely اس کمیٹی کا انونسمنٹ ہو جائے گا اور وہ کمیٹی فیصلے کے مطابق چھ مہینے کے اندر اس آئین کے متعلق اپنی رپورٹ دے گی۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اس بل کو پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : Is that Committee of the House, Sir ?

Mr. Iqbal Ahmad Khan: No, Sir, this is not the Committee of the House.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Will this be the Committee of the House ?

Mr. Iqbal Ahmad Khan: This shall not be the Committee of the House. This Committee is to be appointed by the Prime Minister consisting of the honourable Senators of this House but it shall be a committee outside the House as agreed. Thank you, Sir, with your kind permission, I beg to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan to be called the Constitution (Ninth Amendment) Bill, 1985. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: The bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan to be called the Constitution (Ninth Amendment) bill, 1985, stands introduced. And under Article 82, it stands referred to the Standing Committee concerned with the subject matter of Bill automatically. Now, we move on to the next business —

[Mr. Chairman]

discussion on the adjournment motion moved on the 15th of December by Maulana Kausar Niazi on the following subject:

> Mysterious murders of innocent people in different parts of the country by the so-called 'Hammer Group'.

جناب چیئرمین : پیشتر اس کے کہ میں مولانا صاحب سے گزارش کروں، میرے خیال میں میری بھی ایک پریویلیج موشن ہے اور وہ یہ ہے کہ ہاؤس اتنا گرم ہے کہ میرے تو پسینے نکل رہے ہیں یعنی یہ پریویلیج موشن آپ کیوں نہیں move کرتے کہ اس کو ذرا ٹھنڈا رکھیں۔ اس سے انرجی بھی save ہو گی۔

Mr. Hassan A. Shaikh: For you, Sir. Because you are the Chairman; you are the Controller General of this House.

Mr. Chairman: That is quite true but the point is that if I do it and the other members feel cold, I think, they are going to blame me for this. At any rate, it is by the way.

جناب مولانا کوثر نیازی صاحب، میرے خیال میں ہاؤس یہ فیصلہ کرلے کہ کتنے عرصے تک یہ بحث چلانا چاہتے ہیں انڈر دی رولز دو گھنٹے سے زیادہ تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ ابھی ۸ بج کر ۳۵ منٹ ہوئے ہیں اگر ایوان کو یہ منظور رہے اور ساڑھے نو بجے تک ہم اسے ختم کر سکیں تو یہ بہتر ہو گا۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Point of Order, Sir. Is the House being prorogued today?

Mr. Chairman: Yes, I have received an order for prorogation.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, before you prorogue I reiterate that my earlier request for fixing a motion on the first day of every next session for the Rules of Procedure which, I think, has priority above everything.

Mr. Chairman: On that, I would suggest again to the consent of the honourable Minister for Justice and the rest of the members of

this House that it would be impossible to process those rules within the House itself. If you agree, I will suggest that you may appoint a committee with which, if you wish, I can also associate myself and it should be a committee of 5 or 6 persons and not more than that who are well conversant with the parliamentary practices and who are also conversant with rules and regulations. So, if you do that, I think, it would be .... *(Interruption)*

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, then we can authorize you to ....*(Interruption)*.

Mr. Chairman: In that case, if you authorize me, I will, in consultation with the honourable Minister for Justice, appoint a committee. Then, the revised rules would be brought before the House and, of course,.....................*(Interruption)*.

Mr. Ahmed Mian Soomro: At the next Session, Sir.

Mr. Chairman: At the next Session, right.

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! اس میں فنی مشکلات ہیں جس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ اور اس معزز ہاؤس سے باہر کچھ معزز سینیٹرز سے ، جو اس کمیٹی میں کام کر رہے تھے، بات کی تھی، آرٹیکل ۶۷ میں جس کے تحت ہمارے یہ رولز بن رہے ہیں، یہ ہے کہ۔

Article 67. (1) Subject to the Constitution, a House may make rules for regulating its procedure and the conduct of its business, and shall have power to act notwithstanding any vacancy in the membership thereof, and any proceedings in the House shall not be invalid on the ground that some persons who were not entitled to do so sat, voted or otherwise took part in the proceedings.

(2) Until rules are made under clause (1), the procedure and conduct of business in a House shall be regulated by the rules of Procedure made by the President.

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

سر جہاں تک مجھے علم ہے ابھی تک تاریخی طور پر اس معزز ایوان نے آرٹیکل ۶۷ کے تحت اپنے رولز فریم نہیں کئے۔ یہ رولز صدر صاحب نے ۱۹۷۳ء میں promulgate کئے تھے۔ اور مجھے پتہ چلا ہے کہ اس سے پہلے بھی یہ رولز صدر کے حکم سے ہی جاری ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت رولز کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ آرٹیکل ۶۷ (۲) کے تحت promulgate ہوئے ہیں۔ آرٹیکل ۶۷ (۱) کے تحت ابھی تک رول نہیں بنے۔ اب جو ڈرافٹ رپورٹ ہمیں موصول ہوئی ہے اس رپورٹ کے اندر انہوں نے ان رولز کے ترامیم تجویز کی ہیں۔ اور مجھے جو محسوس ہوا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ یہ رولز ہاؤس کے بنائے ہوئے نہیں ہیں لہٰذا ان میں شاید ترامیم پیش نہ کی جا سکیں یا تو یہ ہو کہ ہم ایک قرارداد کے ذریعے adopt کر لیں۔ اور پھر ان کو بطور ترمیم یہاں لایا جائے اور یہ کہ ان ترامیم کی روشنی میں رولز کا سارے کا سارا مسودہ فریش تیار کیا جائے اور وہ آرٹیکل ۶۷ (۱) کے تحت یہاں پیش کیا جائے اور پھر منظور کیا جائے ۔۔۔

Mr. Chairman: It is only a question of form. For the time being, we take the basic document as the one which we have inherited from the President under his Order of 1973. Amendments have been suggested to these rules. These are going to be further amended by the Committee which you approved. We will bring the whole set of rules, not only the amendments as fresh rules under Article 67 (1) before the House and each one of those would be discussed, debated and approved or rejected by the House itself. Now in that case, for the first time in the history of the Senate, we would have rules which we can claim to be of our own formulation.

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! درست ہے لیکن اس میں چونکہ کمیٹی کی رپورٹ ہے اور انہوں نے یہ تجویز دی ہے

تو شاید یہ اعتراض اٹھ سکے کہ کمیٹی کی رپورٹ کے اندر یہ تو
درست ہے جیسے معزز ایوان نے آپ سے یہ گزارش کی ہے کہ دیکھ
لیں لیکن شاید کمیٹی کی رپورٹ کو

Otherwise until we move in this very House this report of the committee be revised or reformed to another committee............. *(Interruption)*.

Mr. Chairman: I don't have the Revised Committee Report before me but what I remember is that the Committee has also proceeded in the same manner. They have said; Rule 1 no change. Rule 2, no change. Rule 3—Amend this and that.

So, they have also reproduced the entire document and it would come before the House.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I think, the Law Minister, in fact, indirectly supports your proposal, Sir, that that Report could be treated as already placed before the House and on that this House is forming a further committee, and that committee, in detail, would submit its full performance as saying amended, or all we can say.... .....*(Interruption)*.

Mr. Chairman: Complete document. Now the amendments should only indicate the thing which ......*(Interruption)*.

Mr. Ahmed Mian Soomro: That committee can start producing rules so and so are .....*(Interruption)*.

Mr. Chairman: Exactly. This is what should be done.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I mean solve both the problems — the objection which is raised by it and the suggestion made by it.

Mr. Chairman: Right. Thank you.

I think, in that manner, there will be no difficulty. Maulana Kausar Niazi Sahib.

مولانا کوثر نیازی : میں گذارش کروں گا کہ پونے نو بج چکے ہیں - اور غالباً ایوان کے اراکین بھی تھک چکے ہوں گے اور کورم بھی غالباً کچھ .... (مداخلت)

جناب چیئرمین : کورم پورا ہے -

ایک معزز رکن : ایسا ہے - دو گھنٹے تحریکِ التواء پر بحث کے لئے وقت درکار ہے - اس لئے آپ اسے next sitting پر ملتوی کر دیں تو یہ مناسب ہو گا - کیونکہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ اس میں ہاؤس نیم دلی کے ساتھ حصہ نہ لے بلکہ پوری طرح حصہ لے -

جناب چیئرمین : کورم تو پورا ہے ہم نے بھرکن لئے ہیں منسٹروں کو نکال کر جو ممبرز ہیں لیکن اگر ہاؤس کی یہ رائے ہے تو مجھے خود بھی خوشی ہو گی تو .... (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : اس کی جگہ جناب میں دو تین چار سطور کی بات ہے تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے رول ۲۲۹ کے تحت میں نے ایک نوٹس دیا تھا کہ چونکہ ۲۵ - دسمبر یوم قائداعظم ہے اس کی مناسبت سے رولز کو معطل کر کے یہ ہاؤس ایک قرارداد پاس کر دے کہ کراچی ایئرپورٹ کو قائداعظم ایئرپورٹ کہا جائے اور لاہور ائیرپورٹ کو علامہ اقبال ائیرپورٹ کہا جائے - جناب والا! ہمارے رول نمبر ۲۲ کے مطابق لیڈر آف دی ہاؤس اس کی اجازت دے سکتا ہے کہ رولز suspend کر دئے جائیں اور خان فدا محمد خان ہمارے قائمقام لیڈر آف دی ہاؤس ہیں - وہ اجازت دے سکتے ہیں - تو میں وہ دو سطری قرارداد جو پہلے ہی یہ ہاؤس عملاً منظور کر چکا ہے اپنے ایک غیر رسمی اجلاس میں پیش کر دوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم مرحوم کو اس سینٹ کی طرف سے خراج عقیدت پیش ہو جائے گا - آج ۲۳ تاریخ ہے -

جناب چیئرمین : اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو رول معطلی کا ہے۔ It is in the form of a resolution ریزولیوشن پر پھر بحث ہو گی۔ اور اگر ہم ایک بحث کے لئے نہیں ٹھہر سکتے تو دوسرے بحث کے لئے بھی شاید نہ ٹھہر سکیں۔

مولانا کوثر نیازی : بحث نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین : نہیں اب یہ ہاؤس پر منحصر ہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ ہو گی یا نہیں ہو گی۔ مجھے یاد ہے ایک دو صاحبان نے ترامیم تجویز کی تھیں۔ میرے خیال میں ایک تو شاد محمد خان ہیں اور ایک پیر عباس شاہ صاحب نے کی تھی لیکن بجائے اس کے کہ اس کو معطل کریں اگر گورنمنٹ اس کو قبول کرتی ہے اور جناب وزیر عدل و انصاف اس کو move کریں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ ہو سکتا تھا۔ اور آفیشل ڈے پہ مثال غلط ہو گی۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! ان کی قرارداد بڑی مبارک ہے۔ انہوں نے قومی جذبات کی عکاسی فرمائی ہے یہ اچھی بات ہے کہ ہمارے جو رہنما ہیں ان کی اسی طریقے سے یاد منانی چاہیئے۔ کہ اگر بین الاقوامی دنیا سے بھی کوئی آئے تو ان کو اس بات کا علم ہو کہ ہم کس ائیرپورٹ پر اترے ہیں اور کہاں ہم جا رہے ہیں لیکن ایک دقت جس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اگر رول نمبر ۲۲ کے تحت حکومت کی طرف سے اعتراض نہ بھی ہو پھر بھی قاعدہ نمبر ۱۴۳ اے نمبر ۱۱ کے تحت نوٹس کے سوال کی مشکل پیدا ہوتی ہے۔ اس کو remove کرنے کے لئے رولز معطل کرنے پڑتے ہیں۔ جہاں تک رول ۲۲ کا تعلق ہے اس کا idea یہ ہے کہ جس قرارداد پر موشن آتی ہے اس ریزولیوشن کے محکمہ کو علم ہو تاکہ وہ یہاں پر بیٹھ کر حتمی طور پہ گورنمنٹ کا Point of view بھی پیش

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

کر سکے چونکہ یہاں یہ مسئلہ اچانک زیر غور آیا ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ اس مرحلے پہ گورنمنٹ اپنا نقطہ نظر کس طریقے سے بیان کرے گی تو میری معزز محرک سے یہ گذارش ہے کہ قائداعظم اور علامہ اقبال کا نام استعمال کرنا بڑی اچھی بات ہے لیکن آج ہم نے ان کے حضور نذرانۂ عقیدت اس بات کا اظہار کر کے ہی دے دیا اور آئندہ سیشن میں پرائیویٹ ممبر نہ ڈے نہیں تو دوسرے کسی ڈے پر ہم اس کو رکھ لیں گے تاکہ گورنمنٹ کا نقطۂ نظر بھی پیش کیا جا سکے یہی میری استدعا ہے۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, you just now pointed out that there are amendments to this. So, according to the procedure — First the amendments should be put and then the resolution would be ....*(Interruption)*.

Mr. Chairman: The amendments should be debated ; amendments should be put. The more serious point is that if this particular problem has not been brought to the notice of the Ministry concerned, then I think, there is a point which the Justice Minister is making; then I think it would be in the form of recommendation to the Government which the Government may accept or may not accept on a day which is meant for official business and not even for private Members.

آپ فیصلہ کر لیں جیسے آپ مناسب سمجھیں میں تو تیار ہوں۔

جناب اقبال احمد خان : میں نے گذارش کر دی ہے۔ اسمبلی کا جب اگلا اجلاس ہو گا اس کے دوران ان سے مشورے کے بعد کوئی دن طے کر لیں گے۔ کیونکہ آج میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں۔ نوٹس کے بغیر میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ رول نمبر ۲۲ کے تحت کوئی رضامندی دے سکوں۔

مولانا کوثر نیازی : ٹھیک ہے جناب۔ محترم وزیر قانون کی اس یقین دہانی کے بعد اسے موخر کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین : اچھا۔ باقی بحث شروع کرنی ہے یا نہیں کرنی؟ کورم تو پورا ہے۔

Would you like to initiate the debate or you also would like to..............(*Interruption*).

مولانا کوثر نیازی: لیکن Initiate تو جناب شاید move کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے تو شاید شروع کیا تھا۔

and I think, then we adjourn it.

Then, I think, one final thing I will read out to you the Order of the President regarding prorogation.

In exercise of the powers conferred by clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on the 23rd December, 1985.

Sd/
Gen. Muhammad Zia-ul-Haq
President.

So, the House is adjourned or prorogued sine die.

[The Senate adjourned sine die].

PCPPI–2253(86)/Senate–23-2-87–300.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

SENATE DEBATE

SENATE OF PAKISTAN

Monday, December 23, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Building) Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا
مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ
جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ
مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ
عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ
مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

"جو شخص دنیا کی آسودگی کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے جہنم کو ٹھکانا مقرر کر رکھا ہے جس میں وہ نفرین سن کر اور درگاہِ خدا سے راندہ ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اس میں اتنی کوشش کرے جتنی اسے لائق ہے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش